آئینۂ دروس
ترجمہ
عشرۂ طروس
تالیف
حکیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ
مترجم
حضرت مولانا عبدالرشید صاحب سلطانپوری
مجازِ بیعت حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ
ناشر: کتب خانہ یحیوی محلہ مفتی سہارن پور

وَمَنْ یُّوتَی الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا

ترجمہ

عشرۂ طروس

مؤلف

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا الحاج القاری

شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

حضرت مولانا عبد الرشید صاحب مظاہری سلطانپوری

ناظم تعلیمات مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر، اعظم گڈھ

بانی جامعہ محمودیہ رہائت پور، سلطان پور، یوپی

ناشر:- مکتبہ یحیوی محلہ مفتی سہارن پور، یوپی

نام کتاب: آئینۂ دروس ترجمہ عشرۂ طروس

مؤلف: حضرت اقدس حکیم الامت مولانا الحاج القاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مولانا عبدالرشید مظاہری ناظم تعلیمات مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر

کتابت: عبدالماجد قادری پریس امام باغ، شہزاد پور، اکبر پور

طباعت: باراول

تعداد: دو ہزار قیمت

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ زید محلہ مولویان کاندھلہ، ضلع مظفر نگر

☆ مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ ☆ حافظ محمد مصطفیٰ اشرف المدارس ہردوئی

☆ مکتبہ ہدایت صابر کانٹھا، گجرات

☆ مکتبہ محمودیہ ہندوستانی مسجد بھیونڈی

☆ عارف بک ڈپو منارہ مسجد سرائمیر ☆ فیس بک ڈپو سرائمیر

☆ بیت الرشید محلہ محمود آباد، متصل بیت العلوم سرائمیر

☆ جامعہ محمودیہ عبداللہ پور، رہایت پور، سلطانپور

☆ مولوی قاری سفیان احمد مظاہری مطلع العلوم بنارس

☆ مفتی ریاست علی مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ

☆ مولوی مناظر حسین مدرسہ اشرفیہ امدادیہ راجوپٹی، سیتامڑھی، بہار

☆ دیوبند، سہارنپور کے کتب خانے

فہرست مضامین آئینۂ دروس ترجمہ عشرۂ طروس

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہ العالی

نے

عشرۂ طروس کو مفید عام بنا دیا

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عشرۂ طروس حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی تلخیصات عشر کا ایک نہایت مفید و کارآمد جز ہے عربی میں ہونے کی وجہ سے اس سے ہر شخص مستفید نہیں ہو سکتا تھا۔ اور ناکارہ کے علم میں ابھی تک اس کا اردو میں کوئی ترجمہ بھی نہیں ہو سکا ہے اللہ تعالیٰ بہت بہت جزائے خیر دے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہٗ کو کہ انھوں نے عام فہم اردو میں ترجمہ مسمی بہ آئینۂ دروس فرما کر عشرۂ طروس کو مفید عام بنا دیا۔ بینائی کی خرابی کی وجہ سے پوری کتاب کو پڑھنے کی سعادت تو نصیب نہ ہو سکی مگر عنوان ومضامین کے دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ یہ کتاب عجیب وغریب معلومات کا

ذخیرہ ہے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہٗ مدرسہ بیت العلوم سرائمیر، اعظم گڈھ کے استاذ حدیث وفقہ اور ناظم تعلیمات اور فقیہ الامت حضرت مولانا محمود حسن صاحب گنگوہی مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ راشد ہیں تدریس کے ساتھ ساتھ تالیف وتصنیف کا بھی اچھا خاصا ذوق رکھتے ہیں مولانا موصوف کی بہت سی تالیفات زیور طبع سے آراستہ ہوکر قبولیت عامہ حاصل کرچکی ہیں۔

ناکارہ دعا کرتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ موصوف کی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کوبھی شرف قبولیت سے نوازیں اور مولانا موصوف کو آئندہ بھی ہرطرح کی دینی خدمات سے سرفراز فرمائیں۔ آمین

آمین، آمین. لااقول بواحده حتی اضم الیها الف آمینا

ناکارہ عبدالحق غفرلہٗ

خادم دارالعلوم دیوبند

۲۶؍رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

عشرۂ طروس عجیب وغریب مضامین کا مجموعہ

حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مظاہری مدظلہ العالی

رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند ومظاہر علوم سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلما   امابعد

حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ نے ہندوستان میں علمی تصنیفی نمایاں خدمات فرمائی ہیں جس کا فیض ملک وبیرون ملک جاری ہے اور علمی حلقوں میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات سند کا درجہ رکھتی ہیں ان کی تالیفات وتصنیفات میں عشرۂ طروس ہے جو تلخیصات عشر کا ایک جزو ہے اور مختلف انواع اور عجیب وغریب مضامین پر مشتمل ہے مگر وہ عربی زبان میں ہے۔ بڑی مسرت کی بات ہے کہ عزیز محترم مولانا عبدالرشید صاحب ناظم تعلیمات واستاذ حدیث مادر علمی مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر جو استاذ محترم حضرت اقدس مولانا مفتی سجاد احمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے تربیت فرمودہ اور حضرت الاستاذ فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے معتمد ہیں انھوں نے ضرورت محسوس کرکے اس کو اردو کے قالب میں ڈھال دیا حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرمائے اور عوام وخواص کو اس سے استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

عزیز موصوف کی بعض اور تالیفات منظر عام پر آچکی ہیں اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ مزید خدمات کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ فقط

منظور احمد مظاہری

نزیل مدرسہ بیت العلوم سرائمیر، اعظم گڈھ

۲۲/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

بستان علمی کا ایک ثمر عشرۂ طروس

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر
تلمیذ خاص ومجاز بیعت
حضرت مصلح الامت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نوراللہ مرقدہٗ

الحمد لحضرة الجلالة والنعت لخاتم الرسالة والصلوٰة والسّلام على من هو نبى وآدم بين الماء والطين وعلىٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعين ،بعد، یہ ناکارہ محمد حنیف غفرلہ جونپوری نزیل حال بیت العلوم سرائمیر عرض رساں ہے کہ الاخ فی الدین الذی فی حرکاتہ وسکناتہ السعید مولانا عبدالرشید، ناظم تعلیمات واستاذ حدیث، الحمد للہ کہ علوم واعمال کے حسین سنگم ہیں اور یہ علم وعمل سے لگاؤ وتعلق صادق کا مظہر ہے کہ جب کوئی علمی مضمون کہ علم کے ہمراہ جذبہ عمل کو بھی مہمیز کا کام کرتا ہو ان کی نظر سے گذرتا ہے تو انھیں ایک حال سوار ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں یہ دھن سوار ہو جاتی ہے کہ کسی طرح دوسرے اخوان دین بھی اس خوان روحی سے بہرہ اندوز ہوں پھر آگے عمل کے میدان میں سعی کے قدم رکھ دیتے ہیں

اور اللہ قادر وقہار کی عنایت سے باب مغلق کے اغلاق ٹوٹ ٹوٹ کر گر جاتے ہیں۔ پھر ہمواری راہ کے سواء ثمرہ اور کیا ہوسکتا ہے، چنانچہ اسی بستان علمی کا ایک ثمر ''کتاب'' عشرۂ طروس ہے جو مجدد امت اور قطب زماں حضرت تھانوی برد اللہ مضجعہ کا علمی شاہ کار ہے اور دریا بکوزہ کا گلعذار حضرت مولانا عبدالرشید صاحب زادمجدہ نے اسی کتاب مذکورہ کا کہ اصل کتاب عربی میں ہے ترجمہ یا ترجمانی کی ہے تعلق دیکھنے سے ہے سننے سے نہیں کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

حق تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائین اور اُمت کو خوب خوب نفع بخشیں۔

محمد حنیف غفرلہ جون پوری

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی ذات اقدس کا اس دور میں تعارف پیش کرنا سورج کو ٹمٹماتا چراغ دکھانے کے مرادف ہے، اس جامع علوم ظاہرہ و باطنہ ماہر اسرار شریعت وحقیقت وطریقت شخصیت نے جس طرف رخ کیا علوم و معارف کا خزانہ انڈیل دیا ان کے تلامذہ وخلفاء میں کتنے شموس وبدور، کواکب ونجوم تصنیفات وتالیفات مستقبل ایک کتب خانہ ان کے علوم عرب وعجم میں تابندہ، تالیفات میں اشرف السوانح جلد سوم میں نمبر ۳۸/ پر عشرۂ طروس (عربی) اور نمبر ۹۵ پر مأة دروس (عربی) درج ہے۔

حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ نے مختلف فنون کی تلخیصات فرما کر ایک غیر ضخیم جلد میں بنام تلخیصات عشر جمع فرما دیا ہے۔ ان تلخیصات میں تلخیص البدایہ بھی ہے، جس ترجمہ مرشدی واستاذی ومحسنی حضرت اقدس مولانا مفتی محمد سجاد صاحب نور اللہ مرقدہٗ (سابق مفتی واستاذ حدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر خلیفہ ومجاز بیعت حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

صاحب نور اللہ مرقدہٗ) نے فرمایا جو بنام ہدایۃ المبتدی طبع ہو چکا ہے، تلخیصات عشر کا آخری رسالہ عشرۂ طروس تلخیص مأۃ دروس مختصر ہونے کے ساتھ بڑے مضامین پر مشتمل ہے۔ بندہ کے دل میں بار بار ترجمہ کا خیال آتا رہا مگر ساتھ ہی یہ خیال دامن گیر رہا کہ ترجمانی کرنا آسان نہیں۔ کتاب ہاتھ میں تھی بفضل الٰہی ترجمہ کا ذہن بن گیا تو بنام خدا شروع کر دیا۔ اللہ کی مرضی میرے ان منتشر اوراق پر شہرۂ آفاق عالم، فقیہ وقت، حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر کی نظر پڑ گئی بے حد خوشی کا اظہار فرما کر ارشاد فرمایا کہ اسے جلد پورا کر کے چھپوا دو۔ بندہ نے اس کو نظر کیمیا تصور کرتے ہوئے پورا کر دیا۔ خدا کرے کار آمد ثابت ہو اور میرے لئے اور میرے اساتذۂ کرام تربیت کنندگان اور میرے مرحوم والدین کیلئے ذخیرۂ آخرت ثابت ہو بڑی مسرت کی بات یہ ہیکہ حضرت مفتی صاحب مذکور نے ترجمہ از اول تا آخر دیکھ کر اطمینان اور اعتماد ظاہر فرمایا۔ اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے اس کا نام ایقاظ النفوس ترجمہ عشرۂ طروس تجویز فرمایا۔ بندہ اس کا آسان نام آئینہ دروس تجویز کرتا ہے۔

بندہ عبد الرشید غفرلہ المظاہری

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر، اعظم گڈھ

۹۴۵۰۸۰۹۸۰۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰہ کے بعد یہ کتاب عشرۂ طروس تلخیص مأۃ دروس ہے۔ (یعنی سو اسباق کا خلاصہ دس عنوانات میں جمع کیا گیا ہے) بعض طروس میں دو اسباق کو اور بعض میں اس سے زائد کو جمع اور اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ یہ اسباق حکمتوں اور عبرتوں کے لئے جملۂ کافیہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اسرار احکام

اسرار احکام بیان کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ منقول معقول کے موافق ہو جائے (اور اہل عقل بھی اس کی مصلحتوں کو سمجھ لیں) جس کا اجمال یہ ہے کہ طہارت (وضو اور غسل) کی مشروعیت گرانی اور کسل وسستی دور کرنے کے لئے اور روح کو فرحت وانبساط بخشنے کے لئے ہوئی ہے، اور نماز کی مشروعیت کا مقصد اللہ کا ذکر اور ان سے مناجات کرنا ہے۔ زکوٰۃ رزیلۂ بخل کو دور کرنے اور فقراء کی حاجت برآری کے لئے آئی ہے اور روزہ نفس کو مغلوب کرنے کیلئے اور حج شعائر اسلام کی تعظیم کیلئے اور قصاص قتل کو روکنے کیلئے۔ اسی لئے ارشاد خداوندی ہے وَفِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ اور حدود و کفارات کی مشروعیت معاصی سے روکنے کیلئے اور زجر و تنبیہ کیلئے اور جہاد کا مقصد اور اس کی مشروعیت کا سبب اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ اور اس سے کفر و شرک کے فتنے دفع ہوتے ہیں۔

معاملات اور مناکحات کے احکام عدل کو قائم کرنے کیلئے ہیں۔
بعض کھانوں کی ممانعت اور حرمت اسکی نجاست اور گھناؤنا ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے ہے کہ ان کھانوں کے کھانے سے خراب اخلاق اور درندہ پن پیدا ہوتا ہے اور اس وجہ سے کہ ان اخلاق کے آنے پر لوگوں کو اذیت پہونچے گی اور ایسے امور سامنے آئیں گے جو انسانی مزاج سے ٹکراؤ رکھتے ہیں اور انسانیت کے خلاف ہیں۔ نشہ آور چیزوں کی حرمت اس وجہ سے ہے کہ عقل جو انسان کی خصوصی صفت ہے اس میں فساد آجاتا ہے اور بعض لباسوں اور زینت کی چیزوں کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس سے فخر اور غنا کا دکھلاوا مد نظر ہو جاتا ہے یا اس وجہ سے حرمت ہے کہ وہ فطرت انسانی کے خلاف ہیں۔ اور تصویر کشی اس لئے حرام ہے کہ اس سے بت پرستی کا دروازہ کھلتا ہے اور بعضے جانوروں کو پالنا اس وجہ سے حرام ہے کہ اس میں شیطانی فطرت اور مزاج، مثلاً خباثت، ایذا رسانی وغیرہ امور ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی مصالح ہیں جن کی احکام میں رعایت کی گئی ہے۔

اضافہ از مترجم:۔ حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار احکام میں مستقل کتاب بنام ،،المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ ،، (احکام اسلام عقل کی نظر میں) تصنیف فرمائی ہے جس میں شریعت کے احکام کی عقلی دلیلیں بیان فرما کر یہ ثابت کرنے کی کامیاب سعی کی ہے کہ شریعت کا ایک مسئلہ بھی عقل کی خلاف نہیں۔

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے اسکے مقدمہ میں تحریر فرمایا
ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اصل مدار ثبوت احکام فرعیہ کا نصوص شرعیہ
ہیں جن کے بعد ان کے قبول کرنے میں ان میں کسی مصلحت وحکمت کے
معلوم کرنے کا انتظار کرنا بالیقین حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ بغاوت
ہے جسطرح دینوی سلطنتوں کے قوانین کی وجوہ واسباب اگر کسی کو نہ معلوم
ہوں اس وجہ سے ان قوانین کو نہ مانے اور یہ عذر کرے کہ بدون وجہ معلوم کئے
اس کو نہیں مان سکتا تو کیا اسکے باغی ہونے میں کوئی عاقل شبہ کر سکتا ہے تو کیا
احکام شرعیہ کا مالک ان سلاطین دنیا سے بھی کم ہو گیا؟ غرض اس میں کوئی
شک نہ رہا کہ اصل مدار ثبوت احکام فرعیہ کا نصوص شرعیہ ہیں، اسی طرح اس
میں بھی شبہ نہیں کہ باوجود اسکے پھر بھی ان احکام میں بہت سی مصالح اور اسرار
بھی ہیں۔ گو مدار ثبوت احکام کا ان پر نہ ہو لیکن ان میں یہ خاصیت ضرور ہے
کہ بعض طبائع کے لئے ان کا معلوم ہو جانا احکام شرعیہ میں مزید اطمینان پیدا
ہونے کے لئے ایک درجہ معین ضرور ہے گو اہل یقین راسخ کو اسکی ضرورت
نہیں لیکن بعض ضعفاء کیلئے تسلی بخش وقوت بخش بھی ہے (اور اسوقت ایسی
طبائع کی کثرت ہے) اسی راز کے سبب بہت سے اکابر علماء مثل امام غزالی
وخطابی، ابن عبد السلام وغیرہم رحمھم اللہ تعالیٰ کے کلام میں اس قسم کے لطائف
ومعانی مذکور بھی پائے جاتے ہیں۔ چونکہ ہمارے زمانے میں تعلیم جدید کے
اثر سے جو آزادی طبائع میں آ گئی ہے اس سے بہت سے لوگوں میں ان

مصالح کی تحقیق کا شوق اور مذاق پیدا ہوگیا ہے۔گو اصل علاج تو یہی تھا کہ اس سے روکا جائے (چنانچہ بعض اوقات یہ مزاج مضر بھی ہوتا ہے) لیکن تجربہ سے اس میں باستثناء طالبین صادقین کے عام لوگوں کو اس سے روکنے کے لئے مشورے دینے میں کامیابی متوقع نہیں (فقط)۔

الغرض دراصل اس مصلحت کے تحت حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے یہ کتاب تالیف فرمائی کیوں کہ بہت سی تحریروں اور تقریروں میں بے بنیاد مصالح بیان کی جانے لگی تھیں۔ان سے روکنے کیلئے اس کا بدل تجویز کرنا ضرور تھا، ذہن کو صحیح رخ دینے کی غرض سے حضرت والا حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کی اس تحریر کا ترجمہ میں اضافہ کیا گیا۔

اصول تعبیر

خواب تین قسم کے نظر آتے ہیں (۱) بشارت منجانب اللہ تعالیٰ (۲) حدیث النفس یعنی دن میں جو خیالات اور تصورات رہے رات میں نیند میں انھیں خیالات کی سیر کرتا رہا (۳) تخویف شیطانی، جو خواب بشارت ہوا کرتا ہے اس کی تعبیر بتائی جاتی ہے یہ خیالات کی پہچان ہے یعنی جو اشیاء خواب میں دیکھتا ہے اس کو کسی معانی اور حقیقت پر منطبق کرنا کبھی مسمی سے اسم کی طرف اور کبھی متشابہ سے مشابہ کی طرف اور وصف سے اس کے مناسب جوہر کی طرف معبر کا ذہن منتقل ہوتا ہے۔باقی انواع کی کوئی تعبیر نہیں اور خواب تو نبوت کے اجزاء میں سے ہے۔

البتہ ضروری یہ ہے کہ تعبیر بتانے والا قرآن کریم کا ماہر حدیثوں کا حافظ لغت کی معلومات اور اشتقاق کی پہچان رکھنے والا ہو اور لوگوں کے حالات اور عادات کا تجربہ رکھنے والا اور باعفت، متقی، خوش اخلاق اور زبان کا سچا ہو (خواب دیکھنے کے اوقات کے لحاظ سے) سب سے سچا خواب سحر اور قیلولہ کے وقت اور موسم ربیع کا خواب ہوتا ہے اور ایک ہی خواب کی اشخاص واحوال واوقات کے لحاظ سے مختلف تعبیر ہوا کرتی ہے (تعبیر ایک ذوقی چیز ہے) خواب بیان کرنے کا ادب یہ ہے کہ اس کو حبیب (دوست) اور لبیب (عاقل) ہی سے بیان کرے (ہر کس و ناکس سے بیان کرنے میں بسا اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔)

تعویذ اور منتر

سب سے عمدہ اور بہتر تعویذ اور منتر وہ ہے جو قرآن و حدیث میں ہو اس کے بعد وہ جوامت کے برگزیدہ لوگوں سے اصول شرعیہ کے موافق منقول ہو اس میں ثابت، منقلب ستاروں اور کواکب کی ساعات جن کا تعلق احکام نجوم سے ہے اس کی رعایت درست نہیں۔ اور ایسے الفاظ سے دعا تعویذ جو سمجھ میں نہ آتے ہوں بغیر شارع کی صریح اجازت کے درست نہیں

دعا تعویذ کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ گندگیوں اور برے اعمال سے پاک ہو اور اسکی غذا اور لباس حلال ہو ہر قسم کے گناہوں سے کنارہ کش ہو

اور تاثیر میں تاخیر کے سبب بددل نہ ہو بلکہ ہمت اور یقین کو قوی کرلے کیوں کہ اسی پر تاثیر کا مدار ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ نبی علیہ ﷺ نے رب تعالیٰ کا فرمان نقل کیا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِیْ یعنی بندہ میرے ساتھ جیسا گمان کرتا ہے میرا ویسا ہی اس کے ساتھ برتاؤ ہوتا ہے۔ اور کسی کو نقصان نہ پہونچائے (آج کل یہ مرض بڑا عام ہو رہا ہے تعویذ گنڈوں کے ذریعہ لوگوں کو پریشان کیا جاتا ہے) اور ایسا کوئی تصرف نہ کرے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اب ہم کچھ ایسے تعویذ اور منتر نقل کرتے ہیں جن کی ضرورت پیش آتی ہے۔

(۱) غنا کے لئے:۔ روزانہ ایک ہزار مرتبہ یَا مُغْنِیُ کا ورد کرے۔

(۲) درد کے لئے:۔ جسم کے کسی حصہ میں اگر درد ہو تو ایک پاک تختی لیجئے اس پر پاک بالو ڈال کر لوہے کی کیل سے لکھئے ابجد ھوز حطی اور کیل سے الف کو زور سے دبا کر ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھئے اور درد والا اپنی انگلی درد کی جگہ رکھے (اسی طرح ہر حرف پر کریں) آخری حرف پر پہونچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے شفاء عطا فرمائیں گے (انشاء اللہ العزیز)

(۳) بچوں کی حفاظت کے لئے:۔ یہ تعویذ لکھ کر گلے میں پہنا دیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ

(۴) حاکم سے خوف کے موقع پر:۔ کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓعٓسٓقٓ پہلا لفظ پڑھتے ہوئے ہر حرف پر داہنے ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جائے اور دوسرا لفظ پڑھتے وقت بائیں ہاتھ کی انگلیاں ہر حرف پر بند کرتا جائے، پھر دونوں مٹھی اس شخص کے سامنے کھول دے جس سے ڈرتا ہے۔

(۵) خسرہ (کھسرا بچوں کی بیماری جس میں جسم پر دانے نکلتے ہیں) اس کے لئے نیلا دھاگا لے کر سورۂ رحمٰن پڑھیں اور ہر فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ پر ایک گرہ لگائیں اور اس پر پھونک ماریں اور اس دھاگہ کو بچے کے گلے میں پہنا دیں۔

(۶) جس کو شیطان لگا ہو:۔ اس کے کان میں سات بار اذان دیں اور سورۂ فاتحہ معوذات، آیۃ الکرسی، سورہ طارق، سورہ حشر، کا آخر سورہ صافات، لازِب تک پڑھیں نیز اس کے کان میں افحسبتم سورہ مومن کے آخر تک پڑھیں۔

(۷) گھر میں آسیب کا اثر ہونے اور پتھر گرنے پر:۔ یہ آیت کریمہ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا چار کیلوں پر ہر ایک پر پچیس پچیس مرتبہ پڑھ کر گھر کے چاروں کونوں پر گاڑ دیں۔

(۸) بانجھ عورت کے لئے:۔ (۱) ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب کے پانی سے یہ آیت لکھ کر اس کے گلے میں پہنا دیں وَلَوْ اَنَّ

قُرَاٰناً سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعاً

۲۔ چالیس دانہ لونگ لے کر ہر ایک پر سات بار یہ آیت پڑھے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْراً فَمَالَهٗ مِنْ نُّوْرٍ روزانہ ایک لونگ کھائے اور کھانے کی ابتداء غسل حیض کے بعد کرے اور لونگ کھانے کے ایام میں شوہر اس سے صحبت کرے۔

(۹) حفاظت حمل:۔ کسم سے رنگا ہوا دھاگا عورت کے قد کے برابر لے کر اس پر نو گرہ لگائیں، ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر دم کریں وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْ وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ

(۱۰) ولادت کی سہولت کے لئے:۔ کاغذ کے ایک ٹکڑے پر وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ اهيا اشراهيا لکھ کر تعویذ بنالیں اور بائیں ران میں بندھوادیں انشاءاللہ بہت جلد ولادت ہوجائے گی۔

رسم الخط و رسم المکاتبۃ

رسم الخط (۱) جو تا بصورت وقت ہا ہو جاتی ہے وہ ''ہ''، کی صورت میں (گول لکھی جاتی ہے اور جو وقف میں ہا نہیں ہوتی وہ (لمبی) ت لکھی جاتی ہے۔

(۲) ہمزہ وصل لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ اور لفظ ابن جب دو علموں کے درمیان آتا ہے تو اس کا ہمزہ نہیں لکھا جاتا (۳) فعل جمع میں و کے بعد الف لکھا جاتا ہے جیسے ضَـرَبُـوْا (۴) لفظ عمرو میں رفع اور جر کی حالت میں واؤ لکھا جاتا ہے (اور نصب کی حالت میں واؤ نہیں لکھا جاتا) (۵) اَلـرَّحْمٰنُ معرف باللام ہوتا ہے تو (میم) کا الف تحریر سے حذف کر دیا جاتا ہے (۶) قرآن کریم کا رسم الخط قیاسی نہیں بلکہ منقول ہے۔

باریک خط لکھنا (کہ پڑھنے میں دشواری ہو) ناپسندیدہ اور مکروہ ہے البتہ اگر جگہ کی قلت ہو یا سفر میں (ہونے کی وجہ سے کاغذ کی قلت ہو تو درست ہے)

علامات و رموز

اب کتابت کے سلسلہ میں علماء کی مقرر کردہ علامات اور رموز ملاحظہ ہوں۔ یہ جدول اکثر کی رہنمائی کرتا ہے (البتہ "ؑ" "صلعمؐ" "عمؓ" وغیرہ پر کفایت کرنا اچھا نہیں پورا علیہ السلام اور صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ لکھنا چاہئے۔

علامت	اصل لفظ	علامت	اصل لفظ	علامت	اصل لفظ	علامت	اصل لفظ
یق	یقال	صح	صحیح	ج	جمع	س	سوال
ج	جواب	ع	موضع کتب لغت میں	ع۔عم	علیہ السّلام	رض رضہ	رَضِیَ اللّٰہُ عنہ
رح رحہ	رحمہ اللہ تعالیٰ	صلعم	صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم	حـ	حینئذٍ	الخ اھ	الیٰ آخرہٖ
کک	کذالک	اھ	انتہیٰ	نا۔ثنا	حَدَّثَنَا	اَنَا	اَنْبَأَنَا اَخْبَرنا
ح	التحویل عندالمحدثین	ف	فائدہ	بط	باطل	لہ۔لہ	بدلہ
ہ	ہجریہ	مکد	من کل واحد کتب طب میں	مم	ممنوع	لانم	لانسلم
ھف	ھٰذا خلف	عطعف	عطف	الش	الشارح	الظ	الظاہر
تعہ تع	تعالےٰ	ن۔ذ	نسخۃ اخریٰ	جج	جمع الجمع	المص	المصنف
ص	اصل	م۔مر	متن	ش	شرح	ع۔ع	عیسویۃ
۱۲	عدد حد الحاشیہ	ــــ	علامۃ متن	ســ	علامۃ ابتدا	+ ⁘	علامۃ انتہا
عدد کا ہندسہ	علامۃ رجوع الضمیر	۷ ۷	علامۃ تتمہ	ـہ	علامۃ حاشیہ	وغیرہ	

خط وکتابت کے اصول

مکاتبت میں تین جز ہوتے ہیں (۱) مبادی یعنی القاب وسلام (۲) مقاصد جس غرض سے کتابت ہوتی ہے اور تحریر لکھی جاتی ہے (۳) مقاطع یعنی دعا اور شوق ملاقات وغیرہ پر ختم کرنا۔ان تینوں امور میں کاتب (لکھنے والے) اور مکتوب الیہ (جس کو لکھ رہا ہے، دونوں) کے مقام کی رعایت ضروری ہے۔

مضمون چار قسم کے ہوتے ہیں (۱) آپ سے کسی چیز کا سوال ہو (۲) آپ کسی چیز کے متعلق پوچھیں (۳) آپ مخاطب کو کسی کام کا حکم دیں (۴) آپ کسی بات کی خبر دیں۔ یہ مقالات کے ستون ہیں جب کسی چیز کے متعلق استفسار ہو تو نرمی، لطافت مدنظر رہے اور سوال کریں تو وضاحت سے گفتگو کریں پوری بات صاف صاف مخاطب کے سامنے رکھ دیں اور جب حکم کریں تو پختگی سے کریں۔اور جب کوئی خبر دیں تو تحقیقی بات کہیں (اندازہ اور تخمین سے بات نہ کریں)۔

مکاتبت میں غیبت، چغلی، اور برے الفاظ کے استعمال کرنے سے پرہیز کو واجب تصور کریں۔اور کتابت علی لسان الذکور الی الذکور ہو، (یعنی مرد مردوں کو مخاطب بنائیں) خواہ زیادہ عمر کے ہوں یا چھوٹے اور بچے ہوں البتہ اگر مجبوری پیش آجائے تو (عورتوں کو مخاطب بنایا جاسکتا ہے

مگر) ان کے حسن و جمال اور سخاوت وغیرہ جن امور کے تذکرہ کو اہل عصر وزمان قبیح سمجھتے ہوں ان سے اجتناب کریں۔

مکتوب کا جواب دینے میں اپنے کو تغافل سے بچائیں ورنہ آپ کا امر مجتمع پراگندہ ہو جائے گا اور پھر متفرق امور کا مجتمع ہونا مشکل ہو جائے گا اور آپ کے دوست کا قلب (جواب نہ ملنے کی وجہ سے) تشویش میں پڑ جائے گا البتہ اگر جواب دینے میں فتنہ ہو تو سکوت متعین ہے۔

عنوان والقاب

کچھ عنوانات ہم ذکر کرتے ہیں جس کا مخاطب مکتوب الیہ کو بنا کر اس کو تحریر لکھی جاتی ہے (۱) مشائخ کے لئے حجة الله البالغه علی عباده اور رحمة الله السابغه فی بلاده وغیرہ (۲) بادشاہوں کے لئے سیف الله القاطع، شهاب الله اللامع وغیرہ (۳) وزراء کے لئے الوزیر المعظم والمشیر الافخم (۴) قاضیوں کے لئے شیخ الاسلام، ملك العلماء الاعلام (۵) مفتی کے لئے وجیه الاسلام، علامة الانام (۶) علماء کے لئے قدوة العلماء، خلاصة النبلاء (۷) محدث کیلئے قدوة المحدثین، عمدة المدققین (۸) چھوٹے بھائی کو الاخ الرضی الشقیق، المحب الوجیه الشفیق (۹) اولاد کو روح جسدی، قطعة کبدی۔

نوٹ:۔ پانچواں اور چھٹا طرس اقسام حکمت اور بعض مسائل حکمت حقہ عام فہم نہ ہونے کی وجہ سے ترجمہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ از مترجم عفی عنہ

علوم نافعہ وضارۃ

نقصان دہ علوم:۔ بحیثیت علم کسی بھی علم سے منع نہیں کیا جا سکتا ہے، ہاں عارض کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے،، جیسے کسی باطل کو حق سمجھ لینا یا اس پر عمل کرنے سے کسی قسم کا فساد مرتب ہونا اگرچہ حق ہو یا اس میں غلو کا خوب ہونا۔ یا اس کو اس کے مرتبہ سے گرا دینا۔ یا اس میں مشغول ہونے سے وقت کا ضائع ہونا یا اس کے دلائل اور ماخذ کا دقیق اور خفی ہونا وغیرہ مثلاً علم نجوم یا رمل (ریت پر لکیریں کھینچ کر آئندہ کے احوال معلوم کرنا) یا علم کہانت (جس میں غیب کی باتیں بتاتے ہیں) یا عیافہ (پرندہ اڑا کر شگون لینا) یا طیرہ (چڑیوں کی بولی سے فال لینا) یا سحر اور جادو (ہر وہ چیز جس کے حاصل کرنے میں شیطانی تقرب کو دخل ہو) یا فراست (قیافہ شناسی) ناک نقشہ دیکھ کر کسی کا مزاج اور عادت بتانا اور سفلی عمل اور فلسفہ طبعیہ یا الٰہیہ کا بیشتر حصہ مگر مخالفین کو رد کرنے کیلئے، اور مخالفین کے علوم اہل حق کیلئے اصالۃً اور ضعفاء کیلئے فرعاً اور دقائق علم کلام وتصوف عوام کے کیلئے اور جفر (جس میں غیب کا حال بتایا جاتا ہے) اور کیمیا۔ اور انگریزی زبان جس کے لوازم عادیہ میں سے ہمارے زمانے میں ہمارے علاقوں میں دین کو حقیر سمجھنا اور ڈینگ

مارنا، اترانا، جاہ اور مال پر فریفتہ ہونا اور شکل وصورت اور عادت اور دین میں اخوان (اسلام) کی مخالفت کرنا ہے۔

علوم نافعہ محمودہ:۔ عوام کیلئے (نفع پہونچانے والے علوم محمودہ یہ علوم ہیں) مسائل فقیہہ حسب ضرورت، اور عقائد منصوصہ ضروریہ جتنا عقل تحمل کر سکے اور کچھ ترغیب وترہیب کے مضامین اور قدرے انبیاء علیہ السلام اور صلحاء کی حکایات البتہ عوام کو دقائق علم کلام وتصوف اور احکام کے دلائل اور قرآن کریم اور حدیث شریف کے ترجمہ اور اہل اسرار کے اقوال وافعال کی اجازت نہ دی جائے ورنہ ان کی عقلیں فتنے میں پڑ جائیں گی۔

اور خواص کیلئے علم صرف ونحو و بلاغت وادب اور بقدر ضرورت منطق اور قدرے اصطلاحات فلسفہ اس لئے کہ اس کے مسائل اور دلائل خود فاسد ہیں اور اسکی بناء بھی فاسد پر ہے اور اسکی ضرورت بھی نہیں ہے اور فقہ واصول فقہ وحدیث وقرأت وتفسیر وسلوک وسیرت وتاریخ، اور اس زمانہ کے طلبا کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا چاہئے اس لئے کہ وہ لایعنی میں اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں اور حاصل کچھ نہیں ہوتا اور جس طرح فلسفہ قدیم مضر ہے اسی طرح فلسفہ جدید کا بیشتر حصہ نقصان دہ ہے اور بعض وجوہ سے انگریزی زبان بھی یقیناً مضر ہے رہا اس پر معیشت کے موقوف ہونے کا عذر تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، اسلئے کہ نعوذ باللہ اگر معیشت نصرانیت پر موقف ہو جائے تو کیا یہ لوگ اپنی اولاد کیلئے اس کو پسند کرینگے؟ اس لئے کہ رزاق تو اللہ تعالیٰ کی ذات

ہے جو بے انتہا مضبوط قدرت والا ہے۔

اہل صلاح اور اہل تقویٰ کی معاش کیلئے مناسب ظاہری سبب طبابت اور تعلیم (پڑھانا) اور کتابت، تجارت اور دست کاری ہے جس کو جس سے مناسبت ہو اور ملکی خدمات میں سب سے مناسب اسکول اور ریلوے اور ڈاکخانہ کے ملازمت ہے۔ (اس زمانے میں اسکولوں میں اساتذہ ڈھنگ سے تعلیم دیتے تھے اور ریلوے اور ڈاکخانہ کی ملازمت رشوت وغیرہ سے پاک تھی اور آج بھی نسبۃً غنیمت ہے) اور حکومت کے مناصب اور عہدے بیشتر خطرات سے پر ہیں۔

علم تاریخ وسیرت

علم تاریخ وسیرت کے فوائد:۔ (۱) بیشتر واقعات کا علم جس کا ادراک نگاہ اور عقل سے نہیں ہوسکتا (۲) واقعات عجیبہ کو اس طرح بیان کرنا گویا آنکھوں سے دیکھ رہا ہے یہ تھکاوٹ اور ملالت طبع کو دور کرتا ہے (۳) پہلوں کے واقعات اور قصوں سے عبرت حاصل کرنا اسلئے کہ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ وہ شخص خوش نصیب ہے جس کو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل ہو (۴) عقل کی تقویت اور درست رائے کا حاصل ہونا مثلاً کثیر تعداد عقلاء سے مشورہ اور تجربہ کا حصول جن کا اجتماع ایک زمانہ میں ایک جگہ دشوار ہے (۵) امثال کثیرہ اور حکمت وموعظت پر اطلاع یابی جو حکایات کے ضمن میں نقل ہوتی ہیں (۶) اللہ تعالیٰ کے انعامات نقمتوں (سزاؤں) سے نصیحت

حاصل کرنا جن سے خوف ورجا کی شان پیدا ہوتی ہے اور نتیجۃً ایمان کامل ہوتا ہے (۷) اچھے اخلاق کی سعی کرنا اور برے اخلاق کو چھوڑنا جب ان دونوں کے نتائج کا علم ہوگا (تو یہ دولت نصیب ہوگی) (۸) اللہ کی مخلوق میں اس کی بے مثال صنعتوں پر استدلال کرنا (۱۰) بڑے بڑے کاموں میں قوت، عزم واستقلال اور ہمت پیدا ہونا (۱۱) فنا اور نیست نابود ہونے کا استحضار جس کے نتیجے میں دنیا میں مسافر اور رہ گذر کی طرح زندگی گذارے گا اور تکبر وسرکشی نہیں کرے گا اور تواضع ومسکنت کی زندگی گذارے گا میری زندگی (کے مالک) کی قسم یقیناً یہ بڑی کامیابی ہے اور اس کا حصول بھی آسان ہے اور اس میں سلامتی بھی ہے، اور کچھ زیادہ کدوکاوش اور پریشانی کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

جنوں کا تذکرہ

سیرت کا ایک جز جنون کے حالات اور ان کے قصے ہیں مثلاً ان کی تخلیق اور پیدائش نوع انسان سے پہلے ہوئی ان کے حالات کے لحاظ سے انھیں شرائع کا پابند بنایا گیا کبھی وہ اطاعت خداوندی اختیار کرتے تھے اور کبھی معاصی میں مبتلا ہوتے تھے ان کے باپ کا نام لسوم یا طارتوش تھا، ان کے سیاسی امور اور ہدایت کے جو لوگ ذمہ دار ہوئے ان کے اسماء یہ ہیں۔ حلیایس، ھاموش، عزازیل، جواب ابلیس کے نام سے مشہور ہے اور سہلوب ویوسف ان دونوں کو ابلیس نے قوم کی طرف مبعوث کیا۔ ان سب

میں علم وکمال وجمال کے لحاظ سے عزازیل مثالی اور افضل تھا لیکن اس کی طبیعت پر رجب وتکبر اور پوشیدہ دعویٰ اور اللہ تعالیٰ کی جلالت شان سے نڈر ہونا غالب تھا انھیں رذائل نے اسکے لئے ترقی کا دروازہ مسدود کر دیا اور ان رذائل نے سخت عذاب میں ڈال دیا اور یہ رذائل پوشیدہ تھے حق کی امر الٰہی کے ذریعہ اسکو اور فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے لئے حرکت دی گئی تو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا وہ تو در پردہ پہلے ہی سے کافروں میں سے تھا۔

بعض مشہور انبیاء علیہم السلام

سیرت کا ایک جز بعض مشہور انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ہے سب سے پہلے نبی ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام ہیں جن کو ایک ہزار برس کی عمر عطا ہوئی، ان کے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام دوسوتیس (۲۳۰) سال کی عمر میں متولد ہوئے اور بوقت وفات ان کی عمر نوسو بارہ سال تھی اور سیدنا ادریس علیہ السلام تین سو پینسٹھ (۳۶۵) سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اور سیدنا نوح علیہ السلام نزول آدم علیہ السلام سے سولہ سو بیالیس (۱۶۴۲) سال پر رونق افروز ہوئے جب ان کی عمر چھ سو سال ہوئی تو ان کی قوم طوفان نوح میں گرفتار ہوئی۔ اس کے بعد آپ ساڑھے تین سو برس حیات رہے۔ اور سیدنا ہود علیہ السلام کی بعثت قوم عاد کی طرف اور سیدنا صالح علیہ السلام کی بعثت قوم ثمود کی طرف ہوئی اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام

نزول آدم علیہ السلام سے تین ہزار تین سو اڑسٹھ (۳۳۶۸) سال پر پیدا ہوئے اور (۳۴۹۸) میں واصل بحق ہو گئے ضحاک اور افریدون آپ ہی کے زمانے میں رہے اور سیدنا لوط علیہ السلام اہل سدوم کی طرف مرسل ہوئے وہ ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران بن آذر کے بیٹے تھے۔

اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام قبائل یمن اور عمالیق کی طرف بھیجے گئے ان کی ولادت نزول آدم علیہ السلام سے ۳۴۰۹ میں ہوئی اور ایک سو سینتیس (۱۳۷) سال زندہ رہے اور سیدنا اسحاق علیہ السلام کی ولادت نزول آدم علیہ السلام سے ۳۴۲۳ میں ہوئی اور کعبہ حسناء زَادَاللّٰهُ حُسْنَهَا کی بناء اسی سال ہوئی اور سیدنا یعقوب علیہ السلام ۳۴۸۳ میں تولد ہوئے اور سیدنا یوسف علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کے دوسو اکیاون (۲۵۱) سال کے بعد پیدا ہوئے اور ایک سو دس (۱۱۰) سال زندہ رہے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے چونسٹھ (۶۴) سال قبل وفات پائی۔ اور سیدنا ایوب علیہ السلام اہل روم سے ہیں اس لئے کہ وہ یعص بن اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں جو ایک قول کے مطابق سیدنا یعقوب علیہ السلام کے دور میں نبی تھے اور ترانوے (۹۳) سال زندہ رہے اور سیدنا شعیب علیہ السلام اہل مدین کی طرف مبعوث ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور بعض نے کہا کہ ان پر کسی ایمان لانے والے کی اولاد سے ہیں۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام لاوی بن سیدنا یعقوب علیہ السلام کی

اولاد سے ہیں اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کے چار سو پینتالیس سال کے بعد آپ کی ولادت ہوئی اور مصر سے نکلنے کے وقت آپ کی عمر شریف اسی سال تھی چالیس سال میدان تیہہ میں رہے اس طرح کل عمر شریف ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہوئی، افراسیاب اہل فارس پر آپ کے زمانہ میں غالب ہوا۔ ان کے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام ان سے تین یا چار سال بڑے تھے، اور ہمارے سادات حضرت یوشع وحضرت حزقیل وحضرت الیاس وحضرت الیسع حضرت ذوالکفل، حضرت شموئیل رفیق طالوت علیہم السلام یکے بعد دیگرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ اور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام جو ہود بن سیدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں موسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو برس بعد رونق افروز عالم ہوئے ان کی اولاد میں سیدنا سلیمان علیہ السلام ہیں۔ انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پانچ سو پچھترویں سال کے آخر میں وفات پائی اور باون سال ان کو عمر ملی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے آٹھ سو سال بعد حضرت یونس علیہ السلام جانب نینویٰ مبعوث ہوئے اور سیدنا زکریا علیہ السلام سیدنا سلیمان علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور سیدنا مسیح علیہ السلام بن سیدتنا مریم علیہا السلام کے بعد شہید کئے گئے اور سیدنا یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کی شہادت سیدنا مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے سے کچھ پہلے واقع ہوئی ان کی ولادت اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت نزول سیدنا

آدم علیہ علیہ السلام سے ۵۵۸۴ھ میں ہوئی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ سیدتنا مریم بتول علیہا السلام کی وفات عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے چھ سال بعد ہوئی۔

(نوٹ) سالوں کا جو عدد ذکر کیا گیا ہے اس میں اور بھی اقوال ہیں ہم نے ان میں سے کوئی ایک قول اختیار کیا ہے۔

سیرت سید الخلق رسول برحق علیہ السلام

سیرت کا ایک جز سید الخلق، رسول برحق، اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر و اخلاق ہیں۔ میرے ماں باپ ان پر قربان، وہ خاتم المرسلین ہیں، زمان کے لحاظ سے بھی اور شان کے لحاظ سے بھی اور جمال وکمال کے لحاظ سے بھی، نور کے لحاظ سے سب سے اول ہیں (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو پیدا کیا جیسا کہ ارشاد ہے اول ما خلق اللہ نوری) اور ظہور کے لحاظ سے سب سے آخر ہیں، آپ کے نور مبین سے ساحت وجود مشرف ہوا اس وقت آسمانوں اور زمینوں کا کوئی نشان اور وجود نہ تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت سے اس وقت سرفراز فرمایا۔ جب سیدنا آدم علیہ السلام بین الماء والطین تھے اور آپ کے عالم اجسام کو عام فیل میں منور فرمایا کیا خوب ہے آپ کی خوبی و بڑائی، جب عمر شریف دو سال کی ہوئی تو شق صدر ہوا، آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کی جب وفات ہوئی تو آپ چھ سال کے تھے آپ کے والد ماجد سیدنا عبد اللہ کی وفات ہوئی تو آپ اپنی والدہ ماجدہ

کے امانت حمل میں دو ماہ کے تھے آپ کے دادا عبد المطلب کی وفات ہوئی تو
عمر شریف آٹھ (۸) سال کی تھی پھر اپنے چچا ابو طالب کی تربیت میں رہے
بارہ (۱۲) سال کی عمر میں ملک شام کا سفر کیا جب آپ بحیراء راہب کے
صومعہ کے پاس سے گذرے تو اس نے آپ کو پہچان لیا (کہ نبی آخر الزماں ہیں)
اور آپ کو مکہ واپس بھیج دینے کا مشورہ دیا۔ جب عمر شریف پچیس سال کی
ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر ملک شام کا سفر کیا جب
واپس تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رغبت نکاح ظاہر کیا تو
آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ چالیس سال کی عمر شریف ہوئی تو آپ پر وحی
نازل ہوا۔ تب آپ نے دعوت ایمان کا عمل شروع کیا جن کے مقدر میں
ایمان لانا تھا وہ ایمان لائے اور کفار نے (ایمان قبول نہیں کیا اور) اذیت
دینا شروع کیا (آپ کو بھی اور آپ پر ایمان لانے والوں کو بھی) تو بعض
مسلمانوں نے ۵ سنہ نبوی میں ہجرت حبشہ کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبوت
کے چھٹے سال ایمان قبول کیا اور ساتویں سال قریش نے آپ ﷺ کے قتل کا
اجتماعی فیصلہ کیا، تو حضرت ابو طالب نے آپ کے ساتھ شعب میں پناہ لی
تین سال اس میں مشقتیں برداشت کیا پھر قریش اس وجہ سے نرم ہوئے کہ
آپ ﷺ نے (بطور معجزہ) اطلاع دیا کہ عہد نامہ کو کیڑوں نے کھا لیا ۱۰ سنہ
نبوی میں خواجہ ابو طالب کی وفات ہوگئی اسی سال حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
نے بھی وفات پائی اس لئے اس سال کا نام عام الحزن (غم کا سال) رکھا گیا
ان کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں نکاح ہوا اور مدینہ میں رخصتی

ہوئی اور سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی (بعد نکاح) مکہ میں ہوئی انھوں نے آپ کے ہمراہ ہجرت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت ایمان لے کر طائف تشریف لے گئے تو آپ کو اذیت پہونچائی گئی تو آپ واپس ہوگئے۔ جب آپ بطن نخلہ پہونچے تو جنون سے ملاقات ہوئی اور وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے سنہ ۱۱ نبوی میں چھ انصاری مسلمان ہوئے اور ۱۲ نبوی میں بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی اس میں ۱۲ر مردوں نے آپ سے معاہدہ کیا۔ جن میں چھ تو وہی لوگ تھے جنھوں نے اس سے پہلے سال میں بیعت کیا تھا۔ اسی سال آپ کو اسراء (اور معراج) کرائی گئی سنہ ۱۳ نبوی میں شرفاء انصار اور انکی عظیم شخصیات میں سے ستر مرد حاضر خدمت ہوئے اور آپ سے خدمت ونصرت کا معاہدہ کیا یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔

کفار کے اذیت پہونچانے کے سبب آپ نے صحابہ کو ہجرت مدینہ کی اجازت دیا پھر آپ نے بنفس نفیس ہجرت فرمائی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ اور مدینہ طیبہ میں ۱۲ر ربیع الاول بروز دوشنبہ داخل ہوئے اولاً قباء میں نزول فرمایا پھر بلدہ (مدینہ) تشریف لے گئے۔

ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر، تیسرے سال غزوہ احد اور قتل کعب ابن اشرف (یہودی) اور چوتھے سال سریہ رجیع، بنی لحیان، عضل وقارہ اور غزوۂ بدر ثانیہ اور قصہ بیر معونہ وہزیل، غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ خندق، غزوۂ بنی قریضہ، اور قتل ابو رافع یہودی ہوا، سنہ ۵ھ میں غزوہ مریسیع المعروف بہ

غزوۂ بنی المصلق اور قصہ افک اور ۶ھ میں غزوۂ ذات الرقاع، نزول تیمّم، صلح حدیبیہ، غزوۂ خیبر، نکاح سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور ۷ھ میں عمرۃ القضاء، نکاح سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا۔ اسلام خالد بن الولید وعمر بن العاص وعثمان بن طلحہ و معاویہ اور بادشاہوں کے نام برائے اسلام خطوط روانہ کئے گئے اور ۸ھ میں سریہ ابوعبیدہ سیف البحر کی طرف، سریہ موتہ، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ اوطاس، غزوۂ طائف اور ۹ھ میں لوگوں نے اپنے وفود اسلام کیلئے بھیجے۔ اسی سال وفد بنی حنیفہ میں مسیلمہ کی آمد ہوئی اور اس نے اپنے اسلام کو اپنے خلیفہ بنائے جانے پر معلق کیا۔ غزوۂ تبوک، اور حضرت خالد کی روانگی عظیم دومۃ الجندل اکیدر کی طرف، مسجد ضرار کو منہدم کرنا، فرضیت حج اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج مقرر کرنا اور ۱۰ھ میں حجۃ الوداع اور آپ کا رفیق اعلیٰ سے ملنے کو اختیار کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قبر شریف میں زندہ ہیں۔ رزق عطا فرمائے جاتے ہیں۔ اُمت کا درود اور ان کے اعمال آپ پر پیش ہوتے ہیں فَیَا اَیُّھَا الْمُشْتَاقُ اِلٰی رُؤْیَا جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اے وہ لوگو؟ جو آپ کے جمال عالم تاب کے مشتاق ہو آپ پر اور آپ کی آل (واصحاب) پر درود بھیجو اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص

ازواج مطہرات:۔ امہات المومنین (۱) سیدہ خدیجہ (وفات سنہ ۱۰ھ نبوی (۲) سودہ (وفات بقول امام بخاری سنہ ۲۳ھ بقول واقدی سنہ ۵۴ھ) (۳) عائشہ وفات سنہ ۵۸ھ (۴) حفصہ (وفات سنہ ۴۵ھ بہ عمر ۶۰ سال) (۵) اُم حبیبہ وفات سنہ ۴۴ھ (۶) اُم سلمہ وفات سنہ ۶۲ھ (۷) زینب بنت جحش وفات سنہ ۲۰ھ (۸) جویریہ وفات سنہ ۵۶ھ (۹) صفیہ وفات سنہ ۵۰ھ (۱۰) میمونہ وفات (سنہ ۵۱ھ یا سنہ ۶۶ھ حسب اختلاف اقوال) (۱۱) زینب بنت خزیمہ وفات سنہ ۳۰ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

اولاد:۔ (۱) قاسم (۲) عبد اللہ ملقب بہ طاہر یا طیب بعض لوگوں کی رائے ہے کہ طیب، طاہر عبد اللہ کے علاوہ ہیں۔

صاحبزادیاں:۔ (۱) زینب (۲) رقیہ (۳) اُم کلثوم (۴) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادیوں میں جن ولادت حضرت خدیجہ کے بطن سے ہوئی سب سے کم سن ہیں۔

ابراہیم مدینہ طیبہ میں حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور زمانہ رضاعت ہیں میں وفات ہوگئی۔

داماد:۔ حضرت ابوالعاص حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر، ان سے علی نامی صاحبزادہ کی ولادت ہوئی اور صغرسنی میں وفات ہوگئی۔ اور

امامہ جن سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا پھر مغیرہ بن نوفل سے نکاح ہوا، اوران سے یحیٰ پیدا ہوئے۔(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر جن سے حسن، حسین، محسن، رقیہ، زینب، اُم کلثوم کی ولادت ہوئی، محسن کی وفات صغرسنی میں ہوئی اور رقیہ کی قبل البلوغ وفات ہوگئی زینب کا نکاح عبداللہ بن جعفر سے ہوا اوران سے علی پیدا ہوئے اور اُم کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا اوران سے زید کی پیدائش ہوئی پھران کا نکاح عون بن جعفر سے اس کے بعد محمد بن جعفر سے پھر عبداللہ بن جعفر سے ہوا(۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ کے شوہر ان سے عبداللہ نامی صاحبزادے کی ولادت ہوئی اور بچپن میں ہی وفات ہوگئی حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد صاحبزادی رسول علیہ السلام حضرت اُم کلثوم آپ کے نکاح میں آئیں، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن ، اجمعین)

آپ کے چچا:۔ (۱) حارث (۲) قثم (۳) زبیر (۴) حمزہ (۵) عباس (۶) ابوطالب (۷) عبدالکعبہ (۸) حجل (۹) ضرار (۱۰) غیداق (۱۱) ابولہب۔

آپ کی پھوپھیاں:۔ (۱) صفیہ (۲) عاتکہ (۳) اروىٰ (۴) اُم حکیم (۵) برّہ (۶) امیمہ، چچاؤں اور پھوپھیوں میں سے تین مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت حمزہ وعباس وصفیہ رضی اللہ عنہم۔

موالی اور غلام:۔(۱)حضرت زید بن حارثہ(۲)ان کے بیٹے اسامہ(۳)ثوبان(۴)ابوکبشہ(۵)انیسہ(۶) شقران(۷) رباح(۸) یسار(۹)ابورافع(۱۰)ابو مویہبہ(۱۱)فضالہ(۱۲)رافع(۱۳)مدعم(۱۴) کرکرہ(۱۵)زید جد ھلال بن یسار(۱۶)عبید(۱۷)طھمان(۱۸) مابورالقبطی(۱۹)واقد یا ابوواقد(۲۰)ھشام(۲۱)ابوضمیرہ(۲۲)ابوعسیب (۲۳)ابوعبید(۲۴)سفینہ(۲۵)ابوہند(۲۶)انجشہ(۲۷)ابوامامہ۔

باندیاں:۔(۱)سلمٰی(۲)ام رافع(۳)رضوی(۴)امیمہ(۵) ام ضمیرہ(۶)ماریہ(۷)شیریں(۸)ام ایمن ان کو برکہ بھی کہا جاتا تھا(۹) میونہ بنت سعد(۱۰)خضرہ(۱۱)خویلہ(۱۲تا۱۷)بنی قریضہ کی چھ خواتین۔

خدام:۔(۱)انس بن مالک(۲)ہند بن حارثہ(۳)اسماء بن حارثہ(۴)ربیعہ بن کعب اسلمی(۵)عبداللہ بن مسعود(۶)عقبہ بن عامر (۷)بلال(۸)سعد(۹)ذومحمر یا ذومخبر نجاشی کے بھائی یا ان کی بہن کے بیٹے(۱۰)بکیر بن شداخ(۱۱)ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پہردار:۔(۱)سعد بن معاذ(۲)ذکوان(۳)محمد بن مسلمہ انصاری(۴)زبیر(۵)عباد بن بشر(۶)سعد بن ابی وقاص(۷)ابوایوب (۸)بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جب آیت کریمہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس نازل ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا آپ لوگ جائیں اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے کر اعلان

کر دیا ہے۔

قاصدین:۔ (۱) عمر بن امیہ نجاشی کی طرف (۲) اسلم اور (۳) دحیہ ہرقل کے پاس اور (۴) قذافہ کسریٰ کے پاس اور (۵) حاطب مقوقس کے پاس (٦) عمرو بن العاص جلندیٰ کے بیٹے جیفر اور عبد اللہ کے پاس یہ دونوں عمان کے حاکم اور سردار تھے اور دونوں نے اسلام قبول کیا (۷) سلیط بن عمرو یمامہ کے سردار ہوذہ بن علی کے پاس (۸) شجاع بن وہب شاہ بلقاء حارث غسانی کے پاس (۹) مہاجر بن امیہ حارث حمیری کے پاس (۱۰) علاء بن حضرمی عظیم البحرین منذر بن ساویٰ کے پاس اس نے اسلام قبول کیا (۱۱) ابو موسیٰ اشعری اور (۱۲) معاذ بن جبل اہل یمن اور انکے سرداروں کی طرف اور وہ لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

کاتبین:۔ (۱،۲،۳،۴) خلفاء اربعہ (۵) عامر بن فہیرہ (٦) عبد اللہ بن ارقم (۷) ابی بن کعب (۸) ثابت بن قیس (۹) خالد بن سعید (۱۰) حنظلہ بن الربیع (۱۱) زید بن ثابت (۱۲) معاویہ (۱۳) شرحبیل بن حسنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

نواسے اور نواسیاں:۔ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد بواسطہ سادا تنا حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اولاد حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ حسن مثنیٰ، زید، عمرو، حسن، عبداللہ، عبد الرحمٰن، عبید اللہ، اسماعیل، محمد، یعقوب، جعفر، طلحہ، حمزہ، ابوبکر، قاسم

اس حضرات میں حسن مثنیٰ اور زید کی اولاد چلی باقی کی اولاد نہ رہی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی ایک صاحبزادی ام الحسن تھیں حضرت حسن ہی کی اولاد سے باز اشہب سیدنا عبدالقادر جیلانی ہیں ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ ابن موسیٰ بن عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجوٗن بن عبداللہ المحض بن حسن المثنیٰ بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اولاد حضرت حسین اور اولاد الاولاد

اولاد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ علی الاکبر یہ اپنے والد کی حیات ہی میں شریک جہاد ہو کر شہید ہوئے (۲) علی الاوسط ملقب بہ زین العابدین (۳) علی الاصغر بچپن ہی میں ان کو ایک تیر لگا اور چل بسے (۴) محمد (۵) عبد اللہ یہ دونوں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ شہید ہوئے (۶) جعفر، والد کی حیات میں وفات پا گئے (۷) زینب (۸) سکینہ (۹) فاطمہ۔ ان حضرات میں حضرت زین العابدین کے پس ماندگان ہوئے۔ (اور انھیں سے اولاد کا سلسلہ چلا) ان کی ولادت مدینہ طیبہ میں ۵/شعبان سنہ ۳۸ھ یوم پنجشنبہ کو ہوئی اور ۱۸/محرم سنہ ۹۴ھ کو وصال ہوا۔ ان کی نرینہ اولاد نو تھیں اور انثیٰ اولاد کوئی نہیں۔ ان کی اولاد کے اسماء یہ ہیں۔ محمد باقر، زید الشہید بالکوفہ، عبداللہ، عبید اللہ، حسن، حسین، (الاکبر، حسین الاصغر) علی، عمر (بعض[1] نے سلیمان اور قاسم بھی لکھا ہے اور بچیاں بھی تحریر کیا ہے خدیجہ، علیہ، ملیکہ، حسنہ فاطمہ)، اور زید، اور باقر کی اولاد کثرت سے پائی جاتی ہے۔

[1] طبقات کبریٰ ص-۱۰۸، ج-۵

اسماء اولاد محمد باقر:۔ جعفر صادق، عبداللہ، ابراہیم، اُم سلمہ

اسماء اولاد جعفر صادق:۔ عبداللہ، حسن، محمد الاصغر، عباس، عبید اللہ، محسن، عیسیٰ، موسیٰ الکاظم، اسماعیل، محمد المامون، اسحاق، موتمن، علی عریض، اور چار صاحبزادیاں۔

اسماء اولاد موسیٰ الکاظم:۔ علی الرضا، زید، ابراہیم، عقیل، ھارون، حسن، حسین، عبداللہ، اسماعیل، عبید اللہ، عمر، احمد، جعفر، یحییٰ، اسحاق، عباس، حمزہ، عبد الرحمٰن، قاسم، جعفر الاصغر، اور بعض لوگ عمر کی جگہ محمد بتاتے ہیں، آپ کی صاحبزادیاں خدیجہ اُم فروہ اسماعیلیہ، فاطمہ، فاطمہ (دو)، اُم کلثوم، اُم کلثوم (دو)، آمنہ، زینب الصغریٰ، ام القاسم، حکیمہ، اسماء صغریٰ، محمودہ، امامہ، میمونہ، اس کے علاوہ بھی بتاتے ہیں۔

اسماء اولاد علی رضا:۔ محمد تقی، قانع، حسن، جعفر، ابراہیم، حسین، عائشہ

اسماء اولاد محمد تقی:۔ علی نقی، موسیٰ المرقع، یحییٰ اور دو جبزادیاں۔

اسماء اولاد علی نقی:۔ حسن عسکری، جعفر زکی، حسن المثنیٰ، موسیٰ، محمد، علی

خیالی امام منتظر:۔ حسن عسکری کے بیٹے کا نام محمد ابوالقاسم ہے شیعوں کو دعویٰ ہے کہ یہی امام مہدی ہیں جو اخیر زمانے میں ظاہر ہونگے۔ اور انکا نام منتظر رکھتے ہیں۔ شیعوں کا خیال ہے کہ یہ غار سُرَّ مَن رَای میں چھپے ہوئے ہیں اور قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے علماء اہل سنت نے ان کے اس خیال کو دلائل سے رد کیا ہے سب سے واضح اور دل کو لگنے والی دلیل امام

جعفر زکی بن علی نقی کی اس بات کی تکذیب ہے۔اسی وجہ سے شیعہ ان کو کذاب کہتے ہیں۔حاشاللہ انہیں زکی کی اولاد سے سید احمد کبیر صاحب ہیں جو عوام میں صاحب بقرہ کہے جاتے ہیں اور ان کے بیٹے معروف بہ جہانیاں جہاں گشت ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ

خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:۔ سب سے افضل اور اول نمبر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔بہ اجماع مہاجرین وانصار ۱۱ھ میں ان سے بیعت ہوئی،ان کی دور حکومت میں یمامہ فتح ہوا اور (مدعی نبوت) مسیلمہ کا قتل وہیں واقع ہوا اور (مدعی نبوت) اسود عنسی مقام صنعاء میں قتل کیا گیا اور اطراف عراق اور شام کے بعض شہر فتح ہوئے بعض قبائل عرب حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ روک لیا تو ان سے قتال کیا۔جیش اسامہ کو روم بھیجا انھوں نے رومیوں سے مقابلہ کیا اور ان کو شکست دیا اور قتل کے گھاٹ اتار دیا اور وہ لوگ صحیح سالم واپس ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال تین مہینہ آٹھ روز رہی۔

خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

پھر بہ وصیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۱۳ھ میں امر مسلمین پر قائم کئے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بڑی بڑی فتوحات کرائی۔اور انھوں نے دور دور کے شہروں کو زیر نگیں کیا۔انھوں نے دمشق پھر روم پھر قادسیہ کو فتح کیا پھر فتح ان بلاد تک پہونچی حمص، حلوان، رقہ، رھا، حران، راس العین، خابوز، نصیبین، عسقلان، طرابلس، اور اسکے متصل ساحلی علاقے، بیت المقدس، بیسان، یرموک، اھواز، قیساریہ، مصر، تستر، نہاوند، رے، اوراس کے ملحقات، اصبہان، بلادِ فارس، اسطخر، ہمدان، نوبہ، برلس وغیرہ ان کی مدت خلافت دس سال چھ ماہ، پانچ رات ہے، اور بقول دیگر ۱۳/دن ہے۔

خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اہلِ حل وعقد کے مشورہ سے امور مسلمین پر قائم ہوئے۔اور ان کے ہاتھ پر ۲۴ھ میں بیعت ہوئی، ان کے دورِ خلافت میں یہ بلاد مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے، اسکندریہ، سابور، افریقیہ، قبرس، سواحلِ روم، اسطخر الاخریٰ، فارس الاولیٰ، خوزستان، فارس الاخریٰ، طبرستان کرمان سجستان،، اساورہ، افریقیہ از حصون قبرس، ساحل اردن، ومرو وغیرہ ان کی خلافت چندایام کم بارہ سال رہی ہے۔

خلافت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پھر ۳۵ھ میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت خوراج نے خروج کیا اور آپ سے قتال پر
ان سبھوں نے اتفاق رائے کرلیا اور آپ نے ان کے خلاف اپنے لوگوں کو
لے کر خروج کیا۔ اور ان لوگوں سے واپس چلے جانے کو کہا مگر وہ لوگ نہ
مانے اور قتال پر اصرار کیا، تو آپ نے ان سے مقام نہروان میں قتال
کیا۔ چنانچہ انھیں قتل کے گھاٹ اتارا اور ان کی جڑیں سرے سے ختم
کردیا۔ بجز معدودے چند کوئی نجات پا کر نہ آسکا آپ کی خلافت چار سال نو
مہینہ ایک دن رہی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے اور ہولناک واقعات میں
جنگ جمل ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا اس روز جمل (اونٹ) پر سوار تھیں۔ اور دوسرا واقعہ جنگ صفین ہے اس
جگہ کے نام سے موسوم ہوکر جس مقام میں یہ جنگ واقع ہوئی۔ ان واقعات
کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں کو واقفیت ہوجائے گی وہ طعن صحابہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم میں زبان نہ کھولیں گے۔

جنگ جمل:۔ مصر کے لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
دورِ خلافت میں آئے اور اپنے عامل حضرت عبداللہ بن ابی سرح کی شکایت
کررہے تھے تو آپ نے محمد بن ابی بکر کو ان کی جگہ عامل بنا کر بھیجا اور ان کو بہ
مشورہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معزول کردیا۔

ان لوگوں نے راستہ میں ایک سوار کو دیکھا جس کی چال ڈھال نے

انھیں شک میں مبتلا کر دیا۔ ان لوگوں نے اس کی تلاشی لیا تو اس کے پاس ایک خط منجانب عثمان بنام عبداللہ ملا۔

اس میں محمد بن ابوبکر کے بارے میں حکم تھا کہ جب وہ آجائیں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس سبب سے یہ لوگ انتہائی غضبناک ہو کر مدینہ واپس آئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی شکایت کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچے اور ان سے سوال کیا۔ سوار اور مہر تو پہچان میں آگئے، مگر کاتب اور تحریر کی پہچان نہ ہوسکی ان لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اسکی تہمت مروان پر لگائی، اسلئے کہ تحریر مروان کی تحریر سے ملتی تھی چنانچہ مروان کو ان لوگوں نے طلب کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خوف سے انکار کر دیا کہ بلا حجت شرعیہ اس کو قتل کریں۔ ان لوگوں کا غصہ بڑھتا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بدگمانی ہوگئی تو بغاوت کر بیٹھے اور ان کو گھر میں محصور کر دیا ان پر آمد و رفت کی پابندی لگا دی حتی کی انھیں قتل کر دیا۔

پھر اہلِ حل و عقد ان باغیوں سمیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر متفق ہوئے انھیں قبول کے علاوہ کوئی چارہ اور گنجائش نظر نہ آئی۔ پھر اکابر مسلمین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دمِ عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے معذرت کیا اسلئے کہ ان کا غلبہ دیکھ رہے تھے اور فتنہ کے پھوٹ پڑنے کا اندیشہ کر رہے تھے پھر سب

لوگ تو خاموش ہو گئے مگر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بات سے ناراض ہو گئے (کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں سے مل گئے ہیں) یہ دونوں حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مکہ پہونچے وہ حج کے ارادہ سے مکہ آئی ہوئی تھیں انھیں واقعہ بتا کر ان سے معاونت کے خواستگار ہوئے اسلئے کہ وہ جمیع مومنین کی ماں تھیں، انھوں نے معذرت کیا مگر وہ لوگ نہ مانے اور اس پر اصرار کیا کہ اس سعی میں شریک ہوں اس اثنا میں بہت سی جماعتیں جمع ہو گئیں مدینہ طیبہ بھی یہ خبر پہونچی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے لشکریوں نے جن میں وہ بغاوت کرنے والے بھی تھے اور ان میں ابن سبا کے متبعین بھی تھے اس جماعت کو دفع کرنے کیلئے اُبھارا وہ اس پر جمے رہے، حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہو گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کا عندیہ اور ارادہ معلوم کرنے کے واسطے آدمی بھیجا انھوں نے فرمایا! میرا ارادہ جنگ و قتال کا نہیں ہے۔ میرا ارادہ صرف قصاص کا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے جو عذر بیان کیا تھا وہی ان کے سامنے بیان کر دیا انھوں نے قبول کر لیا اور دونوں کے درمیان بات ہو کر دوسرے دن بلا قتال واپسی کا پختہ ارادہ ہو گیا لیکن جن لوگوں کا منتہائے مقصد فساد فی الارض تھا ان پر یہ شاق گذرا انھوں نے سرگوشی اور خفیہ مشورہ کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر پر صبح سویرے تیراندازی کر دی جائے چنانچہ وہ ایسا کر گذرے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لشکر نے

سمجھا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے غداری اور بے وفائی ہوئی ان لوگوں نے بھی خفیہ مشورہ اور سرگوشی کیا۔ اور سخت حملہ اور قتال کیا۔ پھر بعد میں حقیقت آشکارا ہوئی تو دونوں جماعتوں نے عذر معذرت اور مصالحت کیا۔

جنگ صفین:۔ جنگ صفین کا واقعہ یہ ہوا کہ جب قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو وہ اس وقت امیر شام تھے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا رشتۂ نسب تھا بعد مسافت کے سبب حقیقت حال کا پتہ نہ لگا سکے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے قصاص عثمان کا مطالبہ کیا تو وہ اس کو رد کر چکے تھے بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان کو معزول کر دینے کی دھمکی بھی دیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل عثمان پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا سمجھ کر بغاوت کر دی اور معاملہ دونوں حضرات کے درمیان بڑا خطرناک ہو گیا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت گھٹتے گھٹتے کوفہ اور نواحی کوفہ کی طرف سمٹ گئی اور آپ نے مدینہ سے کوفہ کا رخ کیا، اور وہیں جامِ شہادت نوش کیا پھر تحکیم کا معاملہ پیش آیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب معاملات نے شدت اختیار کیا اور معاملہ طول کھینچ گیا تو فریقین نے دو حکموں کی تحکیم اور فیصلہ پر مصالحت کیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حکم مقرر ہوئے۔ الغرض طویل کلام کے بعد دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ ہر ایک اپنے ساتھی کو معزول کر دے اور دونوں معاملہ کو شوریٰ کے حوالہ کر دیں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر پر چڑھے اور کہا کہ میں نے علی کو خلافت سے معزول کر دیا پھر حضرت عمر ممبر پر چڑھے اور کہاں کہ انھوں نے اپنے ساتھی کو معزول کر دیا میں اپنے ساتھی کو معزول نہیں کرتا اسلئے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر سمجھتے تھے بس لوگ جوش میں آگئے اور بھڑک اُٹھے، اور مختلف جماعتیں بن گئیں۔

اس کے بعد سیدنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی الامور ہوئے اور چھ مہینہ کے بعد خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیا یہ تکملہ ہے اس کا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (کہ میرا یہ بیٹا ''حسن'' سید ہے اللہ سے امید ہے کہ اسکے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے)

اسلامی حکومتیں

سلطنت امویہ سب سے اول ان حضرات میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان سے یوم التحکیم میں بیعت خلافت ہوئی تھی اہل شام بیعت ہو گئے تھے اور اہلِ عراق نے اختلاف کیا تھا یہاں تک کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے صلح کر لی تھی پھر ۴۱ھ میں ان کی بیعت پر سب لوگ متفق

ہوئے۔اسی لئے اس سال کا نام ''عام الجماعۃ'' رکھا گیا،خالص ان کیلئے حکومت طے ہونے کے بعد انیس سال تین مہینہ پانچ دن انکی خلافت رہی۔پھران کا بیٹا یزید حکومت پر بری طرح کھڑا ہوااور ۶۴ھ میں انتقال کیا پھراس کا بیٹا معاویہ حکومت پر آیا اور بہت تھوڑے دنوں میں اپنے کو برطرف کرلیا۔اورچالیس (۴۰) شب یاستر (۷۰) شب کے بعد انتقال کر گیا۔پھرمروان بن الحکم حکومت پر کھڑا ہوا جوحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کاتب سر (یعنی پرائیوٹ سکریٹری اور نجی منشی تھا) اس نے ۶۵ھ میں انتقال کیا اسکی بیوی ضداً دانستہ اس پرکود پڑی تھی (اوراسکے منھ پر تکیہ رکھ کر لونڈیوں کو لے کر بیٹھ گئی تھی) پھراس کا بیٹا عبدالملک تخت نشین ہوا۔اسوقت عبداللہ بن زبیر کومضبوطی حاصل ہوچکی تھی اس سے قبل انھوں نے بیعت یزید سے انکار کردیا تھا اورحرم مکی میں پناہ لی تھی ان کے ہاتھ پر اہل حرمین،اہل عراق،اہل یمن، نے بیعت کیا بات بگڑ چکی تھی اس وقت دوامیر (مسلمانوں کے) تھے جن میں بڑے عبداللہ بن زبیرہی تھے۔عبدالملک ان کی فکراور چکر میں رہا یہاں تک کہ ان پر کامیاب ہوگیا اور بڑی لڑائیوں کے بعد انھیں قتل کیااور ۸۶ھ میں اس نے انتقال کیا تو ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوااوراس نے ۹۶ھ میں انتقال کیا پھراس کا بھائی سلیمان بن عبدالملک گدی نشین ہوا اور ۹۸ء میں انتقال کیا۔

پھر خلیفہ راشداور امام عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مسند حکومت کو سنبھالا اور انکے مناقب بہت ہیں ۱۰۱ھ (بمطابق

۱۰۲ھ میں وفات ہوئی پھر یزید بن عبدالملک مسند نشین ہوا اور ۱۰۵ھ میں انتقال کیا پھر اس کا بھائی ہشام بن عبدالملک تخت نشین ہوا اور ۱۲۵ھ میں انتقال کیا پھر اس کا بھتیجا ولید بن یزید الفاسق خلیفہ ہوا۔ یہ لقب (الفاسق) اسلئے پڑا کہ وہ استخفاف بالدین کرتا تھا اور شراب پیتا تھا اور فسق کے ساتھ مشتہر ہوا اہلِ دمشق نے اسے معزول کیا ۱۲۶ھ میں مقتول ہوا پھر یزید بن ولید بن عبدالملک ولید کا چچازاد بھائی تخت نشین ہوا وہ بڑا دیندار اور متقی تھا مگر اس نے لوگوں کو قدر کی دعوت دیا (قدریہ ایک فرقہ ہے جو تقدیر الٰہی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں) سنہ مذکورہ ہی میں وفات پا گیا۔ پھر اس کا بھائی ابراہیم بن ولید دو مہینہ اور چند ایام کی حکومت کے بعد قتل کیا گیا۔ پھر مروان بن محمد الجعدی ملقب بہ حمار آیا۔ اسکے زمانہ میں کوفہ میں خونریزی عام ہوئی اسکے ہاتھ پر ۱۳۲ھ میں بیعتِ خلافت ہوئی اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس کو قتل مروان کیلئے سامانِ جنگ دیا دونوں جماعتوں میں جنگ ہوئی بالآخر مروان کو شکست ہوئی اور ۱۳۳ھ میں قتل کیا گیا یہ بنو امیہ کا آخری خلیفہ ہے اور دولتِ امویہ اسی پر ختم ہوئی۔ اور دولت عباسیہ کا دور شروع ہوتا ہے اسی مروان پر وہ بات پوری اترتی ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ جس کی تخریج تیسیر میں امام نسائی کے علاوہ ائمہ خمسہ نے کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں لَا یَزَالُ ھٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزاً مَنِیْعاً اِلٰی اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ الحدیث (یہ دین قوی اور غالب رہے گا بارہ خلفاء تک وہ سب خاندانِ قریش سے ہونگے)

اسکی شرح اس طرح کیا ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس حدیث میں داخل نہیں کیونکہ انکے زمانے میں ضعفِ اسلام کا احتمال ہی نہیں تھا اسی طرح وہ لوگ بھی داخل نہیں جو قواعدِ شرعیہ کے موافق خلیفہ نہیں۔ اب ہم شمار کرتے ہیں تو دولتِ امویہ کے خاتمے تک پورے بارہ (۱۲) خلفاء پاتے ہیں۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ان کے آخری خلفاء تک چودہ خلفاء ہوتے ہیں لیکن ابن زبیر صحابی ہیں اور مروان جس کے ہاتھ پر ابن زبیر کے بعد بیعت ہوئی وہ غاصب تھا لہٰذا ہمارے ذکر کے مطابق یہ دونوں نکل گئے تو کل بارہ بچے جن کے اسماء یہ ہیں۔ (۱) یزید بن معاویہ (۲) معاویہ بن یزید (۳) عبدالملک (۴) ولید بن عبدالملک (۵) سلیمان (۶) عمر (۷) یزید بن عبدالملک (۸) ہشام (۹) ولید بن یزید (۱۰) یزید بن ولید (۱۱) ابراہیم (۱۲) مروان بن محمد ان سب کا ذکر گذر چکا ہے۔

پھر خلافت دو حصوں میں منقسم ہوگئی بنوعباس میں اور ابنو امیہ میں اندلس میں۔ اسوقت مسلمانوں کی جمعیت منتشر ہوگئی تو دین میں ضعف ظاہر ہوا۔ اس حدیث میں ان خلفاء کے زمانے میں اس ضعف کے منتفی ہونے کی (مجموعی طور پر) خبر دی گئی۔ مگر اس سے ان تمام لوگوں کے دین کے بارے میں مدح لازم نہیں آتی۔

سلطنت عباسیہ

ان کا پہلا فرد سفاح مذکورا ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ اسکی مدتِ خلافت چار سال نو ماہ ہے۔ پھر اس کا بھائی ابو جعفر منصور حکومت پر آیا اور سنہ ۱۵۸ھ میں وفات پایا۔ اسکی مدت حکومت اکیس سال گیارہ ماہ چودن دن ہے پھر اسکا بھائی محمد مہدی سنہ ۱۶۹ھ تک پھر اسکا بیٹا موسیٰ ہادی سنہ ۱۷۰ھ تک۔ پھر اسکا بھائی ہارون رشید سنہ ۱۹۳ھ تک پھر ہارون کا بیٹا محمد امین چار سال سنہ ۱۹۸ھ تک پھر اسکا بھائی عبداللہ مامون سنہ ۲۱۸ھ تک پھر اسکا بھائی ابواسحاق ابراہیم معتصم سنہ ۲۲۷ھ تک پھر اسکا بیٹا ہارون واثق باللہ ۲۳۲ھ تک اسکی خلافت پانچ سال چند ماہ رہی۔ پھر اسکا بھائی متوکل سنہ ۲۴۷ھ تک پھر اسکا بیٹا منتصر باللہ چھ ماہ تک پھر اسکا چچازاد بھائی احمد مستعین باللہ (ابن معتصم) سنہ ۲۵۲ھ تک پھر اسکا چچازاد بھائی محمد معتز باللہ بن متوکل سنہ ۲۵۵ھ تک پھر اسکا چچازاد بھائی جعفر مہتدی باللہ سنہ ۲۵۶ھ تک پھر اس کا چچازاد بھائی احمد معتمد علی اللہ (ابن متوکل) سنہ ۲۷۹ھ تک پھر اسکا بھتیجا احمد معتضد باللہ سنہ ۲۹۰ھ تک پھر اسکا بیٹا ابو محمد علی مکتفی باللہ سنہ ۲۹۳ھ تک پھر اسکا بھائی جعفر مقتدر باللہ سنہ ۳۱۶ھ تک پھر اثناء خلافت میں دو مرتبہ حکومت سے دست بردار ہوا ایک مرتبہ عبداللہ بن معتز المرتضی باللہ کے لئے اسکی حکومت ایک شب و روز سے زیادہ نہ چل سکی۔ اور ایک مرتبہ اپنے

سپہ سالار مونس کیلئے۔ پھر اسکی خلافت کے چھوڑنے کے دوسرے روز خلافت پر آگیا۔ پھر اسکا بھائی محمد قاہر باللہ اور وہ ۳۲۲ھ میں علاحدہ ہوا پھر اسکا بھتیجا ابوالعباس احمد الراضی باللہ ۳۲۹ھ تک پھر اسکا بھائی متقی باللہ اور وہ ۳۳۳ھ میں حکومت سے علاحدہ ہوا۔ پھر اسکا چچازاد بھائی المستکفی باللہ اور وہ ۳۳۴ھ میں علاحدہ ہوا پھر اسکا چچازاد بھائی ابوالفضل المطیع للہ اور وہ از خود طوعاً ۳۶۳ھ میں علاحدہ ہوا (پھر عبدالکریم طائع للہ بن مطیع للہ ۳۸۱ھ تک) پھر احمد قادر باللہ ۴۲۲ھ تک اسکے بعد اسکا بیٹا عبداللہ قائم بامر اللہ ۴۶۷ھ تک پھر اسکا پوتا ابوالقاسم مقتدی باللہ ۴۸۷ھ تک پھر اسکا بیٹا احمد مستظہر باللہ ۵۱۱ھ تک پھر اسکا بیٹا فضل مسترشد باللہ ۵۲۹ھ تک پھر اسکا بیٹا جعفر راشد باللہ ۵۳۰ھ تک پھر اسکا چچا محمد مقتفی لامر اللہ ۵۵۵ھ تک پھر اسکا بیٹا یوسف المستنجد باللہ ۵۷۶ھ تک پھر اسکا بیٹا علی المستضئ بنور اللہ ۵۹۵ھ تک پھر اسکے بعد اسکا بیٹا احمد الناصر لدین اللہ ۶۲۲ھ تک پھر اسکا بیٹا محمد ظاہر بامر اللہ ۶۲۳ھ تک پھر مستنصر باللہ بن ظاہر ۶۴۰ھ تک پھر عبد اللہ مستعصم باللہ یہ عراق میں خلافت عباسیہ کا آخری خلیفہ ہے۔ ہلاکو بن قبلای خاں بن چنگیز خاں کے دورِ حکومت میں ۶۵۶ھ میں اپنے وزیر ابن علقمی کی غداری سے قتل کیا گیا۔ فَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

بعض اسلامی حکومتوں کی مدت

سلطنت عبیدین الفاطمین :۔ سلطنت عبیدین الفاطمین ۲۹۷ھ میں مغرب میں قائم ہوئی ان کا پہلا خلیفہ مہدی ہے پھر مصر میں ۳۵۴ھ سے ۵۶۷ھ تک، انکا پہلا خلیفہ معز بن منصور اور آخری خلیفہ عاضد ہے ان دنوں بعض عباسی خلفاء بھی عراق میں انکی حکومت ختم ہونیکے بعد مصر میں رہے۔ پھر بنو ایوب مصر میں (برسرِ اقتدار) رہے انکا پہلا شخص صلاح الدین اور انکا آخری فرد توران شاہ ہے۔ پھر بعض ترکی (برسر حکومت) رہے۔

سلطنت طاہریہ:۔ ۲۰۰ھ سے ۲۵۷ھ تک رہی ان کا پہلا بادشاہ طاہر اور آخری محمد ہے۔

سلطنت صفاریہ:۔ سلطنت ظاہریہ کے خاتمے کے بعد ۲۹۶ھ تک رہی، ان کا پہلا بادشاہ یعقوب اور آخری معدل ہے۔

سلطنت سامانیہ:۔ ۲۶۱ھ سے ۳۹۵ھ تک ان کا پہلا بادشاہ نصر اور آخر منتصر ہے۔

سلطنت دیالمہ:۔ ۳۶۴ھ سے ۴۴۸ھ تک رہی ان کا سب سے پہلا بادشاہ علی بن بویہ اور آخری منصور ہے۔

سلطنت سلجوقیہ نیشاپوریہ:۔ ۴۵۴ھ سے تقریباً ۶۲۲ھ تک انکا پہلا بادشاہ طغرل اور آخری مظفرالدین ہے۔

سلطنت سلجوقیہ کرمانیہ:۔ ۴۳۳ھ سے تقریباً ۶۰۰ھ تک ان کا پہلا بادشاہ قادراور آخری محمد شاہ ہے۔

سلطنت سلجوقیہ رومیہ:۔ ۵۳۸ھ سے تقریباً ۷۰۰ء تک ان کا پہلا بادشاہ داؤداور آخری کیقباد ہے۔

سلطنت خوارزم شاہیہ:۔ چھٹی صدی ہجری سے تین سوسال تک ان کا پہلا بادشاہ قطب الدین اور آخری حاجی شاہ ہے۔

سلطنت اتابکیہ:۔ ۵۲۲ھ سے آٹھویں صدی کے نصف تک ان کا پہلا بادشاہ عمادالدین زنگی اور آخری مظفرالدین ہے۔

سلطنت غزنویہ:۔ ۳۶۷ھ تا ۵۸۲ھ ان کا پہلا بادشاہ سبکتگین اور آخری بادشاہ خسرو ملک ہے۔

سلطنت دکن بہمنیہ:۔ ۷۴۸ھ تا ۹۳۴ھ ان کا اول علاؤالدین اور آخری بادشاہ کلیم اللہ ہے۔

سلطنت دکن عادل شاہیہ:۔ ۸۹۶ھ سے شروع ہوئی ان کا اول یوسف ہے جو آل عثمان سے ہے۔

سلطنت دکن نظام شاہیہ:۔ ۸۹۵ھ سے شروع ہوئی ان کا پہلا نظام الملک ہے۔

سلطنت دکن قطب شاہیہ:۔ ۹۱۸ھ ان کا پہلا قطب شاہ ہے۔

سلطنت دکن عمادیہ شاہیہ:۔ ۸۹۲ھ ان کا پہلا عمادالملک ہے۔

سلطنت دکن برید شاہیہ:۔ ۸۹۸ھ سے ان کا اول قاسم برید ہے۔
(نوٹ) ان حکومتوں کے خاتمے کا ہمیں علم نہ ہو سکا۔

سلطنت گجراتیہ:۔ ۸۰۴ھ سے ۹۹۱ھ تک ان کا پہلا ظفر خان اور آخری مظفر خان ہے۔

سلطنت مالویہ:۔ ۸۰۴ھ سے ۹۷۸ھ تک ان کا اول دلاور خان اور آخری باز بہادر ہے۔

سلطنت فاروقیہ برہان پوریہ:۔ ۸۰۱ھ سے ۱۰۰۸ھ تک ان کا اول نصیر خاں اور آخری بہادر خاں ہے۔

سلطنت بنگالیہ:۔ ۷۳۹ھ سے ایک ہزار کے کچھ بعد تک ان کا اول فخر الدین خاں اور آخری داؤد خاں ہے۔

سلطنت شرقیہ:۔ ۸۰۲ھ تا ۸۸۱ھ ان کا اول مبارک شاہ اور آخری حسین شاہ ہے۔

سلطنت سندھیہ:۔ ۷۰۰ھ کے بعد سے ۱۰۰۱ھ تک ان کا پہلا ناصر الدین اور آخری محمود ہے۔

سلطنت ملتانیہ:۔ ۸۴۷ھ تا ۹۳۲ھ ان کا اول حاکم قطب الدین اور آخری حسین شاہ ہے۔

سلطنت کشمیریہ:۔ ۷۴۷ھ تا ۹۹۲ھ ان کا اول حاکم شمس الدین اور آخری یوسف شاہ ہے۔

سلطنت تیموریہ دہلویہ:۔ اس کی تاریخ زبان زد ہے اس لئے اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

انھیں حکومتوں میں سے سلطنت عثمانیہ، بخاریہ، ایرانیہ، کابلیہ ہے یہ سب اب تک (تادم تحریر) باقی ہیں اَبقَاھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ونَصَرَبِھَا الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ (اللہ تعالیٰ ان حکومتوں کو باقی رکھیں اور ان کے ذریعہ اسلام مسلمانوں کی نصرت فرمائیں۔ آمین

وفات وولادت بعض اعیان دین ومتبوعین اسلام

علماً وعملاً

فقہاء کرام:۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۹۷ھ وفات بصرہ میں ۱۶۱ھ (مطابق ۷۷۷ء)۔ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ وفات مدینہ میں ۱۷۹ھ (مطابق ۷۹۵ء) ولادت ۹۰،۹۳ھ (مطابق ۷۱۲ء) ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ وفات بغداد میں ۱۵۰ھ (مطابق ۷۶۷ء) بہ عمر ستر سال (ولادت ۸۰ھ (مطابق ۶۹۹ء) ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ وفات بہ مصر رجب ۲۰۴ھ (مطابق ۸۲۰ء) ولادت ۱۵۰ھ (مطابق ۷۶۷ء ابوعبداللہ احمد بن (محمد بن) حنبل (شیبانی) رحمۃ اللہ علیہ (ولادت بہ بغداد ربیع الاول ۱۶۴ھ مطابق ۷۸۰ء) وفات ۱۲/ربیع الاول ۲۴۱ھ (مطابق ۸۵۵ء)۔

محدثین کرام:۔ ابوعبداللہ (محمد بن اسماعیل) بخاری رحمۃ اللہ علیہ ولادت بعد نماز جمعہ ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ (مطابق ۸۰۹ء) وفات شب عید الفطر ۲۵۶ھ (مطابق ۸۶۹ء) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۲۰۶ھ (مطابق ۸۱۹ء) (وفات بہ نیشاپور ۲۶؍رجب ۲۶۱ھ (مطابق ۸۷۴ء) بہ عمر پچپن سال، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۲۰۲ھ مطابق ۸۱۷ء) وفات بہ بصرہ شوال ۲۷۵ھ مطابق ۸۸۹ء (بروز جمعہ) امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۲۰۹ھ مطابق ۸۲۴ء) وفات بہ مقام ترمذ ۱۳؍۱۴؍رجب ۲۷۹ھ (مطابق ۸۹۲ء) امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۲۱۵ھ مطابق ۸۳۰ء) وفات ۳۰۳ھ (مطابق ۹۰۵ھ) امام ابن ماجہ (ابو عبد اللہ قزوینی) رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۲۰۹ھ (مطابق ۸۲۴ھ) وفات ۲۷۳ھ (مطابق ۸۸۷ء)۔

صوفیاء کرام:۔ سیدی عبد القادر جیلانی ولادت ۴۷۰ھ (مطابق ۱۰۷۷ء) وفات ۵۶۱ھ (مطابق ۱۱۷۶ء)، سیدی معین الدین حسن سنجری ولادت ۵۳۷ھ (مطابق ۱۱۴۲ء) وفات ۶۳۲ھ (مطابق ۱۲۳۵ء) سیدی بہاؤ الدین نقشبندی وفات ۷۹۱ھ سیدی شہاب الدین سہروردی ولادت ۵۳۹ھ (مطابق ۱۱۴۴ء) وفات ۶۳۲ھ (مطابق ۱۲۲۵ء) رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡهِمۡ اَجۡمَعِيۡنَ وَنَفَعَنَا بِبَرَكَاتِهِمۡ وَاَنۡوَارِهِمۡ، (آمین)

عادات وغرائب عرب جاہلیت

بحیرہ:۔ اونٹنی کے جب پانچ بچے ہوجاتے اور پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس کے کان چیر دیتے پھر اسے ذبح نہ کرتے (نہ اس پر سواری کرتے) نہ اسے پانی سے روکا جاتا نہ کسی جگہ چرنے سے (جیسے ہمارے ہندوستان میں سانڈ چھوڑے جاتے ہیں)۔

سائبہ:۔ آقا جب غلام کو آزاد کر دیتا اور یوں کہہ دیتا ھُوَ سَائِبَۃٌ پھر نہ ان دونوں کے درمیان کوئی عقد ہوتا تھا نہ میراث جاری ہوتی تھی۔

وصیلہ:۔ یہ بکری میں ہوتا تھا۔ بکری اگر مادہ بچہ جنتی تو اس کو اپنے پاس اپنے لئے رکھتے تھے اور اگر نر بچہ دیتی تو اپنے معبودوں کیلئے کر دیتے، اگر نر مادہ بچہ ایک ساتھ دیتی تو کہتے کہ اپنے بھائی کے ساتھ آئی ہے پھر نر کو بھی اپنے معبودوں کے لئے نہ کرتے۔

حام:۔ نَر اُونٹ۔ جب نَر اُونٹ کی صلب سے دس بچے ہوجاتے تو اہل عرب کہتے تھے کہ حَمٰی ظَھرہٗ، اس نے اپنی پشت کی حفاظت کرلی۔ پھر نہ اس پر سواری کرتے اور نہ اس کو پانی اور چرنے سے روکا جاتا۔ (اس کو چھوڑ دیتے جہاں چرے، کھائے، نہ اس کے بال کترتے تھے)۔

ازلام:۔ یہ تیر ہوتے تھے بعض پر امرنی ربی (مجھ کو میرے رب نے حکم دیا ہے) لکھا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض پر نھانی ربی (مجھے میرے پروردگار نے

منع کیا ہے) لکھا ہوتا تھا جب کوئی شخص سفر یا اور کوئی کام کا ارادہ کرتا تو ان تیروں کو گھماتا تھا اگر امر والا نکلتا تو اپنے کام کے واسطے جاتا اور اگر نہی والا نکلتا تو کام کو چھوڑ دیتا نہ کرتا۔

نصرانیت:۔ قوم ربیعہ اور غسان اور قضاعہ کے بعض لوگوں میں تھی۔

یہودیت:۔ قبیلہ نمیر، بنی کنانہ، بنی حارث ابن کعب اور کندہ میں تھی۔

مجوسیت:۔ بنو تمیم میں تھی انھیں میں سے زرارہ بن عدی ہیں اور ان کا بیٹا علی ہے جس نے اپنی بیٹی سے نکاح کرلیا تھا۔ پھر نادم ہوا انھیں میں سے اقرع بن حابس (صحابی رضی اللہ عنہ) ہیں جو پہلے مجوسی تھے۔

زندقہ:۔ قریش میں انھوں نے اس کو جزیرہ والوں سے لیا تھا۔

اصنام:۔ بنو حنیفہ کے لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں حیس (کھجور اور گھی سے بنا ہوا حلوہ) کا بت بنایا تھا۔ لمبی مدت تک اس کی پوجا کیا پھر قحط اور فاقہ آیا تو اسے توڑ کر کھا گئے۔

کہا جاتا ہے کہ حنیفیت (یعنی ملت ابراہیم) کو تبدیل کرنے والا پہلا شخص عمر بن لحی ہے (وہ شام گیا اور عمالیق کو اصنام، بتوں کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ اصنام کیا ہیں جن کی تم پوجا کرتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان سے بارش مانگتے ہیں تو پانی برساتے ہیں مدد طلب کرتے ہیں تو ہماری مدد کرتے ہیں تو اس نے کہاں ہمیں ایک بت دو ہم اسے عرب لے جائیں گے، چنانچہ وہاں سے وہ ہبل نامی بت خرید کرلایا اور مکہ لاکر اسکو

نصب کر دیا اور لوگوں کو اسکی عبادت اور تعظیم کا حکم دیا۔

قریش اور بنی کنانہ کے بت کا نام عزّیٰ تھا اسکے مجاور بنی شیبہ تھے

لات قبیلہ ثقیف کا بت تھا اسکے مجاور قبیلہ ثقیف کی شاخ بنی مغیث کے لوگ تھے مناۃ اوس وخزرج کا بت تھا۔

زندہ دفن کرنا:۔ زمانہ جاہلیت میں اہلِ عرب کا دستور تھا کہ اگر ان کے گھر میں بچی پیدا ہوتی تھی تو اسے زندہ دفن کر دیتے تھے۔

گرہ لگانا:۔ جب سفر کرتے تو درخت رتم (اسکے دانے مسور کی دال کے برابر ہوتے ہیں) کی شاخ کو گرہ لگا دیتے پھر جب سفر سے واپس ہوتے اور اسے کھلا ہوا پاتے تو کہتے کہ میری بیوی نے میری عدم موجودگی میں عزت و ناموس میں خیانت کی ہے اور اگر اسکو حسبِ سابق گرہ زدہ پاتے تو کہتے کہ خیانت نہیں کی ہے۔ (عزت آبرو کی حفاظت کیا ہے)

رتیمہ:۔ یہ اونٹنی ہے اگر کسی کا انتقال ہو جاتا تو اسکی قبر کے پاس اسکی اونٹنی کو باندھ دیتے اور اس کی دونوں آنکھیں بند کر دیتے حتیٰ کہ وہ اسی حال میں مرجاتی ان کا گمان تھا کہ جب قبر سے اٹھے گا تو اسی پر سوار ہوگا۔

تعمیہ اور تفقیہ:۔ اگر کسی کے اونٹ کی تعداد ہزار کو پہونچ جاتی تو نر اونٹ کی آنکھ نکال لیتا ان کا خیال تھا کہ اسکی وجہ سے انٹوں سے نظر بد دفع ہو جاتی ہے (بری نظر نہیں لگتی) اور اگر تعداد ہزار سے متجاوز ہو جاتی ہے تو دوسری آنکھ پھوڑ دیتے (تعمیہ کے معنیٰ اندھا کر دینا اوت تفقیہ کے معنیٰ آنکھ پھوڑ دینا۔

عُر:۔ خارش جیسی بیماری اونٹ کو ہوجاتی تھی تو تندرست اونٹ کو (جس کو اس بیماری کا اثر نہیں ہوا ہوتا تھا) داغتے تھے ان کا یہ عقیدہ جما ہوا تھا کہ اس سے خارش کی بیماری جاتی رہتی ہے۔

ضرب الثور عن البقر:۔ گائے اگر پانی نہ پیتی تو بیل کی پٹائی کرتے تھے اس خیال کے مدنظر کہ جنات بیلوں پر سواری کرتے ہیں اور گایوں کو پانی پینے سے روک دیتے ہیں۔

ھامہ:۔ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ اگر کوئی شخص قتل کردیا گیا اور اسکے خون کا بدلہ نہ لیا گیا تو اسکے سر سے ھامہ نامی ایک چڑیا نکلتی ہے جو الّو کی طرح ہوتی ہے وہ اس کی قبر پر جب تک اسکے خون کا بدلہ نہ لیا جائے اِسقُونی، اِسقُونی (مجھے سیراب کرو مجھے سیراب کرو میری پیاس بجھاؤ میری پیاس بجھاؤ) کہہ کر شور مچاتی رہتی ہے (ہمارے ملک ہندوستان میں بھی اُلّو کو منحوس سمجھتے ہیں)۔

صفر:۔ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ انسان کو بھوک لگتی ہے تو اسکے شرسوف (پسلیوں کا کنارہ جو پیٹ کی جانب ہوتا ہے) اس پر صفر (پیٹ کے اندر سانپ ہوتا ہے وہ) کاٹتا ہے۔

ثنیۃ الضربیۃ:۔ (دو ضرب مارنا) انکا عقیدہ تھا کہ سانپ پہلی ضرب پر مر جاتا ہے اور جب دوسری ضرب پڑتی ہے تو زندہ ہوجاتا ہے۔

بکاء المقتول:۔ مقتول پر عورتیں اس وقت تک نوحہ نہیں کرتی تھیں جب تک اسکے خون کا بدلہ نہ لے لیا جاتا جب بدلہ لے لیا جاتا تو نوحہ کرتی تھیں۔

رمی السن:۔ دانتوں کو پھینکنا اہلِ عرب کا دستور تھا کہ جب بچے کا دانت ٹوٹتا تھا تو اسکے دانت کو سورج کی شعاع میں شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے پھینکتا اور کہتا کہ اَبْدِ لِیْنِیْ بِاَحْسَنَ مِنْهَا (اس سے اچھا اس کا بدل دے) اس طور پر کرنے سے وہ سمجھتے تھے دانت ٹیڑھا نہیں نکلے گا۔ اور دانتوں کے درمیان ناپسندیدہ فصل نہیں ہوگا۔

تعلیق کعبِ ارنب:۔ اہلِ عرب کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جس کو خرگوش کی ہڈی کا تعویذ پہنا دیا جائے نہ تو اُسے نظر بد لگے گی اور نہ اس پر سحر کا اثر ہو سکے گا اسلیئے کہ جن خرگوش سے بھاگتا ہے کیونکہ اس کو حیض آتا ہے اور اُس پر جن سواری نہیں کرتا۔

نہیق الحمیر:۔ گدھے جیسی آواز نکالنا، ان کا عقیدہ تھا کہ اگر کسی آبادی میں کوئی شخص جائے اور وہاں کی وباء سے خوف کرے تو آبادی میں داخل ہونے سے پہلے شہر پناہ کے دروازہ پر کھڑا ہو کر گدھے کی سی آواز نکالے تو اس آبادی کی وباء سے حفاظت ہوگی۔

نکاحِ مقت:۔ مبغوض نکاح۔ ان کی یہ بھی خراب عادت تھی کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا اُس کا بڑا لڑکا کھڑا ہوتا اور اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں پر) اپنا کپڑا ڈال دیتا اس طرح اپنے باپ کے نکاح کا وارث ہو جاتا۔ اور اگر اسکو حاجت نہ ہوتی تو مہر جدید کے عوض اپنے کسی بھائی سے نکاح کر دیتا۔ اس طور پر وہ نکاح کے اسی طرح وارث ہوتے تھے جس طرح مال

کے وارث ہوتے تھے۔

سحر:۔اہلِ عرب میں جادوگری کا بڑا عام رواج تھا۔

نجوم:۔کواکب اور سیارات کی طرف خاص خاص امور کی نسبت کرتے تھے اور ستاروں کا ان امور میں دخیل اور مؤثر مانتے تھے۔

کہانت: کاہن غیب کی خبریں بتاتے تھے اور اسمیں اپنی طرف سے بھی گھڑتے تھے اور غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے زمانہ جاہلیت میں اس کا بڑا اثر ورواج اور چرچا تھا حضرت نبی پاک ﷺ کی معجز نشان ذات کی بعث کے بعد یہ مرض ختم ہوا۔

ہمارے ملک میں آج بھی ہاتھ وغیرہ کے نشانات دیکھ کر بہت سے لوگ نکاح بیاہ اور آل اولاد کی خبریں دیتے ہیں۔

قیافۃ:۔اس کی دو قسمیں ہیں قیافۃ البشر، قیافۃ الاثر۔

قیافۃ البشر:۔صفات اعضاء انسان ناک نقشہ دیکھ کر استدلال کرتے تھے قبیلہ بنی مدلج کی یہ خصوصی صفت تھی اگر بیس افراد میں کوئی بچہ پیش کیا جاتا تو ان میں سے کسی کے ساتھ (ان علامات سے) لاحق کردیتے۔

واقعہ:۔ایک تاجر کا بیٹا اونٹ پر سوار چلا جارہا تھا اور ایک کالے رنگ کا غلام اسکی نکیل پکڑے ہوئے چل رہا تھا" قبیلہ بنو مدلج میں اسکا گذر ہوا تو ان میں سے کسی دیکھنے والے نے کہا سوار اور قائد دونوں ایک دوسرے کے کس قدر مشابہ ہیں۔تاجر کے بیٹے کے دل میں بات اثر کرگئی جب واپس گھر آیا تو اس

نے اپنی ماں سے قصہ بیان کیا اسکی مان نے کہان ''بیٹے! تمہارا باپ سن رسیدہ بوڑھا مالدار تھا اور لاولد تھا ہمیں ڈر ہوا کہ اس کا مال ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس وجہ سے میں نے اس غلام کو اپنے اوپر قدرت دے دیا اور تم حمل میں اس طرح آگئے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کل دارِ آخرت میں پردہ چاک ہی ہو جائیگا تو دنیا میں یہ بات تمہیں ہرگز نہ بتاتی۔

قیافۃ الاثر:۔ نشاناتِ قدم اور جانوروں کی کھروں اور ٹاپوں کے آثار دیکھ کر پتہ لگالیا کرتے تھے۔ کوئی چور چوری کرنے کو آتا یا کوئی بھاگ کر جاتا تو اسکے نشانِ قدم سے اس تک پہونچ جاتے تھے۔ مزید تعجب کی بات تو یہ ہے کہ وہ پتہ لگالیتے تھے کہ بوڑھا ہے یا جوان مرد ہے یا عورت باکرہ ہے، یا ثیبہ، مقیم، یا مسافر،

نجاب النحر :۔ سینے پر خضاب لگانا اور اس کو رنگنا، اہلِ عرب گھوڑوں کو شکار کیلئے چھوڑتے تھے جو گھوڑا آگے نکل جاتا اسکے سینے کو شکار کے خون سے بطور علامت سبقت رنگ دیتے تھے۔

رمل:۔ بعض اہلِ عرب زمین اور ریت پر خط کھینچتے تھے اور اس کے موافق پیشین گوئیاں کرتے تھے۔

زجر وعیافہ:۔ ان میں زجر وعیافہ بھی تھا یہ بھی شگون اور فال کا ایک طریقہ تھا۔ بعض آثار وحالات سے فیصلہ لیا کرتے تھے (مثلاً کسریٰ پرویز نے نبی ﷺ کے پاس ایک زاجر اور مصور بھیجا اور کہا کہ اپنے راستہ میں اور انکے

پاس جو دیکھنا ذرا غور کرنا اور مصور سے کہا انکی صورت کا نقشہ لے کر آنا واپسی پر اس نے آپ ﷺ کی صورت بنا کر دیا تو کسریٰ نے اس کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔ پھر زاجر سے کہاں تم نے کیا دیکھا اس نے کہا میں نے بس یہی دیکھا کہ ان کا آپ پر غلبہ ہو کر رہے گا۔ اس لئے ان کی صورت کو آپ نے اپنے تکیہ کے نیچے رکھا ہے) (از مستطرف)

طیرہ:۔ ایک جانور عاطوس نامی ہے جس کو اہلِ عرب منحوس سمجھتے تھے۔ اس سے شگون لیتے تھے۔ وہ پرندوں کے اڑنے سے شگون لیا کرتے تھے جب سفر کا ارادہ کرتے تو اتنے سویرے نکلتے تھے کہ چڑیاں اپنے گھونسلوں میں رہتی تھیں وہ ان کو اڑاتے تھے اگر دائیں کو اڑتی تو دائیں طرف جاتے، اور اگر بائیں اڑتی تو بائیں کو چلے جاتے۔

(ہمارے ملک میں بعض چڑیوں کی بولی کو منحوس سمجھتے ہیں اور بعض کی بولی سے بدشگونی لیتے ہیں مثلاً مُوا مُوا چڑیا جو مُوا مُوا بولتی ہے اس سے شگون لیتے ہیں کہ کوئی مریگا۔ ایسے ہی ایک چڑیا کی بولی ہے کھودو تو پو، کھودو تو پو! اس سے بھی موت کا شگون لینے کا رواج ہے)

اور کوے سے بدفالی لیتے تھے اور اسکو حاتم کہتے تھے اسلئے کہ حتمی فراق کا فال لیتے تھے (ہمارے ہندوستان میں کوے کی بولی سے مہمان کی آمد کی فال لیتے ہیں۔ اگر کوا مکان کی منڈیر پر بولا تو جاہل عورتیں کہہ دیا کرتی ہیں جاؤ بھیج دو یعنی مہمان کے واسطے نظم ہے کوئی فکر کی بات نہیں۔ خدا معلوم

کوے وغیرہ کب سے علم غیب جاننے لگے۔

اسی طرح اہلِ عرب اونٹ سے بھی شگون لیتے تھے (اسلئے کہ وہ مسافر کے سامان کو اچھی طرح اپنے اوپر لاد لیا کرتا تھا۔ (اور سامان لاد کر چلنا سفر اور دوستوں سے دوری کا ذریعہ ہے) اسکے علاوہ بہت سے عجیب وغریب طریقے اور رسوم اہلِ عرب میں تھیں (صاحب مستطرف نے اسکو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا ہے اسکی جلد ثانی میں ان مضامین کو اہلِ شوق و ذوق مطالعہ کر سکتے ہیں۔

از مترجم:۔ ہندوستان میں چھینک کو منحوس سمجھتے ہیں چھینک ہو جانے پر سمجھتے ہیں کہ مقصد میں کامیابی نہیں ہوگی۔ صبح صبح کسی بیوہ کا منہ دیکھ لیا، یا خالی گھڑا سامنے پڑ گیا یا سامنے سے لومڑی، بلی، سیار، راستہ کاٹ دے تو سواری روک دیتے ہیں پھر کچھ پیچھے کھسکا کر آگے بڑھاتے ہیں۔ (فقط)

انتباہ:۔ حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے ان امور کی طرف فقط اشارہ فرمایا تھا، تشریحات کا اضافہ مترجم کی جانب سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان امور کو باطل قرار دیا ہے۔ اور حقائق کو آشکارا فرمایا: فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى اَنْ نَجَّانَا مِنْ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ بِبَرَكَةِ هٰذَا الرَّسُوْلِ الْاَمِيْنِ خَتَمَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَنَا عَلٰى اِتِّبَاعِهٖ وَحَشَرَنَا عَلَيْهِ آمين، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ان خرافات سے رسول امین ﷺ کی برکت سے نجات عطا فرمائی اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ آپ کے اتباع

پر فرمائیں۔ اوراسی پر ہمارا حشر فرمائیں۔ آمین۔

زیادہ عمروں والے

از مترجم، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مقولہ صاحبِ مستطرف نے لکھا ہے اَفْضَلُ النَّاسِ ثواباً یومَ الْقِیَامَۃِ الْمُؤمِنُ الْمُعَمَّر قیامت کے روز لوگوں میں ثواب پانے کے لحاظ سے افضل طویل عمر والا مومن ہوگا۔

اور بحوالہ سنن کبری بیہقی، فرمانِ رسالت نقل کیا ہے اَلا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلیٰ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَطْوَ لُکُمْ اَعْمَاراً فِی الْاِسْلَامِ اِذا سَدَّدُوْا کیا میں تم لوگوں کو تم میں بہتر لوگوں کی خبر نہ دوں ان حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں طویل عمر والے مسلمان جب کہ وہ درست راہ پر چلیں، (اس مضمون کا اضافہ کیا گیا ہے آگے کتاب کا مضمون ملاحظہ ہو)۔

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام (دنیا میں) ایک ہزار سال رہے اور حضرت شیث علیہ السلام نو سو برس اور انکے بیٹے مہلائیل آٹھ سو پنچانوے سال ہوئی اور انکے بیٹے حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر تین سو پنچانوے سال اور انکے بیٹے حضرت ہود علیہ السلام نو سو باسٹھ سال زندہ رہے البتہ انکے بیٹے نوح علیہ السلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک ہزار چار سو پچاس سال زندہ رہے (حضرت نوح علیہ السلام کی مدت العمر کے بارے میں اقوال مختلف ہیں) حضرت آدم

علیہ السلام کی اولاد میں حضرت خضر علیہ السلام سب سے طویل عمر والے ہیں اور حضرت لقمان علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ ساڑھے تین ہزار سال زندہ رہے۔اور اکثم بن صیفی کی عمر تین سو ساٹھ سال ہوئی اور اسلام کا زمانہ پایا اور سطیح کاہن سات سو سال زندہ رہا۔اور لبید شاعر ایک سو بیس سال زندہ رہا اور اسلام کا زمانہ پایا۔اور درید بن الصمت ایک سو ستر سال زندہ رہا اسکی بھویں لٹک کر اسکی آنکھوں پر آگئی تھیں اسلام کا زمانہ پایا مگر اسلام قبول نہیں کیا اور زیادہ عمر والوں میں عدی بن حاتم، زبیر بن جنادہ اور حکیم عرب ذوالا صابع العذری یہ لوگ دو سو بیس سال تک زندہ رہے، اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور عبدالمسیح کو لمبی عمریں ملی۔

(حضرت اقدس حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں نے ایک موٹے تندرست قوی شخص کو دیکھا جس کے بال بھی سیاہ تھے لوگ بتاتے تھے کہ ڈیڑھ سو سال سے متجاوز ہو چکا ہے اور ایک شخص کے متعلق کافرستان میں سنا کہ نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا اور علی رضی اللہ عنہ نے اسے زخمی کیا واللہ اعلم۔

مترجم عرض کرتا ہے کہ ہماری عزیز داری میں ایک خاتون حاجی قمرالزماں صاحب مقیم حال ناگپور کی دادی کریمہ مرحومہ کو ایک سو بیالیس سال کی عمر ملی آخری رمضان کا روزہ رکھا اور بوقتِ موت کلمہ پڑھتے ہوئے رخصت ہوئیں۔ان لوگوں کا آبائی وطن عیسیٰ پور جون پور ہے۔

نوٹ: اہل عرب ایک سو بیس سال یا زیادہ عمر والوں کو معمر سمجھتے تھے

آداب مختلفہ

آداب طعام وضیافت

جب کھانا کھانے بیٹھو تو (۱) ہاتھ دھوؤ (۲) بسم اللہ پڑھو (۳) داہنے ہاتھ سے کھاؤ (۴) اپنے سامنے سے کھاؤ (اگر کھانا مختلف قسم کا نہ ہو ورنہ اور طرف ہاتھ بڑھانا خلافِ سنت نہیں بلکہ اس وقت کا ادب یہ ہے کہ دسترخوان پر جو انواع ہوں اگر نقصان دہ نہ ہوں تو سب میں سے کھائے) (۵) کھانا چباتے وقت ہونٹوں کو ملا کر رکھو (۶) بار بار دائیں بائیں مت دیکھو (۷) چھری سے لقمہ منہ میں مت ڈالو (۸) اپنے سے معزز اور محترم شخص سے اوپر مت بیٹھو (۹) صاف ستھری جگہ پر نہ تھوکو (۱۰) اور پینے کی چیز میں پھونک نہ مارو (۱۱) زیادہ گرم کھانا نہ کھاؤ (۱۲) کھانے میں عیب نہ نکالو (۱۳) زمین پر جو لقمہ یا دانہ گر جائے اس سے مٹی وغیرہ صاف کر کے کھا جاؤ (۱۴) اپنے ساتھی کے لقمہ پر نگاہ نہ رکھو (۱۵) زیادہ کھانا نہ کھاؤ نہ زیادہ پانی وغیرہ پیو (حد اعتدال کی رعایت رکھو) (۱۶) اپنے مہمان کا اکرام کرو (۱۷) پاس میں جو موجود ہو اسے بھی کھانے پر بلا لو (۱۸) اپنے مہمانوں کی خدمت اور خاطر تواضع کرو (۱۹) ان کے سامنے اپنا خوش عیش ہونا اور آسودہ حال ہونا ظاہر نہ کرو (۲۰) بشاشت سے پیش آؤ مہمان کو دیکھ کر پیشانی پر بل نہ آئے (۲۱) ان کے نظم سے پہلے ان کے لئے ان کی سواری کا نظم

کرو (۲۲) ان کے مزاج کے موافق گفتگو کرو (۲۳) ان کی دلجوئی کا خیال کرو (۲۴) ان کے سونے سے پہلے نہ سو جاؤ (۲۵) ان کے آدمیوں پر ان کے سامنے غصہ نہ کرو (۲۶) استنجا خانہ وغیرہ ان کو دکھا دو (۲۷) کھانے میں تاخیر نہ کرو۔ ماحضر پیش کردو (۲۸) گھر کے دروازہ تک ان کی مشایعت کر کے رخصت کرو۔

مہمان کے لئے آداب

(۱) آسودگی کا عذر نہ کرے بلکہ کچھ کھالے (۲) سمت قبلہ اور قضاء حاجت کی جگہ کے علاوہ اور کوئی سوال نہ کرے (۳) حرم خانہ کی طرف جھانک تاک نہ لگائے (۴) میزبان جس جگہ بیٹھائے اسی جگہ بیٹھ جائے اگر کسی جگہ اکراماً بیٹھائے تو اسکی مخالفت نہ کرے (۵) جب کھانے کے واسطے ہاتھ دھلائے تو انکار نہ کرے (۶) اپنے ساتھ چھوٹے بچے کو لے کر نہ جائے (۷) بے ڈھنگے طور پر کھانے اور فضولیات سے پرہیز کرے (۸) میزبان پر حکومت نہ جتلائے (۹) سائل کو نہ کسی کے دسترخوان سے کچھ دے نہ اسکو واپس کرے (میزبان کی مرضی پر چھوڑ دے) (۱۰) کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرے (مثلاً یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ) (۱۱) اپنے ساتھی کے ہاتھ سمیٹنے سے پہلے ہاتھ نہ سمیٹے۔

وعظ کہنے کے آداب

واعظ کیلئے ضروری ہے کہ عادل (سچ کا عادی) محدث، مفسر، سلف صالحین کے حالات اور سیرت سے خاصا آشنا ہو (۲) اور بڑی خوبی کی بات ہے کہ فصیح ہو یعنی بات کا سلیقہ ہو کہ لوگوں کی فہم کے مطابق گفتگو کرے (۳) وجاہت اور شرافت ومروت کا حامل ہو (۴) وعظ ونصیحت ناغہ کر کے کرے (۵) بہ وقت ملالت طبع وعظ ونصیحت نہ کرے بلکہ ان کی رغبت کا خیال رکھے اور رغبت کی کی صورت میں بھی ملالت طبع سے پہلے وعظ بند کر دے (۶) پاک وصاف جگہ بیٹھے (۷) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر درود کے ساتھ وعظ شروع کرے اور اسی پر ختم کرے (۸) تمام مومنین کیلئے بالعموم اور حاضرین کیلئے خصوصیت سے دعا کرے (۹) صرف ترغیب وترہیب کے مضامین پر اکتفا نہ کرے (بلکہ عبرت وغیرہ کے قصے بھی ذکر کرے) (۱۰) آسانی اور تسکین کی باتیں کرے بشارتیں سنائے سختی اور درشتی کی بات نہ کرے (عذاب سے اس درجہ نہ ڈرائے کہ یاس اور نا اُمیدی پیدا ہونے لگے) (۱۱) وعظ میں عمومی خطاب کرے کسی خاص جماعت (یا فرد) کو خطاب نہ کرے (۱۲) ان کے روبرو کسی قوم کی برائی نہ کرے (اور پس پشت بھی نہ کرے) (۱۳) کسی معین شخص کو نامزد کر کے یا اس طرح کہ وہ سمجھ لیا جائے نکیر نہ کرے (۱۴) گرے ہوئے الفاظ اور ہزل اور بیہودہ کلام زبان پر

نہ لاوے (۱۵) بھلائی کا حکم کرے اور برائیوں سے روکے (۱۶) ہر کس وناکس کی بات ماننے والا نہ ہو بلکہ رائے میں پختہ ہو (۱۷) پہلے چھوٹی چھوٹی باتیں سکھلائے پھر بڑے امور وعلوم کی طرف رہنمائی کرے (۱۸) اور علوم ومسائل کے سکھلانے میں قرآن وحدیث کے ظاہری دلائل سے اور عملِ صحابہ اور دیگر صالحین کے اقوال سے استناد کرے (۱۹) موضوع روایات، من گھڑت قصے خصوصاً کربلا ووفات وغیرہ کو ذکر نہ کرے (۲۰) ترغیب وترہیب میں مبالغہ سے بچے (۲۱) خاص خاص باتوں کو دو دو تین تین بار بیان کرے (۲۲) زیادہ دقیق اور مجمل ومبہم باتوں کے بیان کرنے سے اجتناب کرے (بلکہ واضح بیان کے اہتمام کرے)۔

آداب سامعین

(۱) واعظ کی طرف رخ کر کے بیٹھے (۲) کھیل کود (۳) شور وشغب (۴) اور آپس میں بات چیت کرنے سے پرہیز کرے (۵) اگر مجلس وعظ میں کوئی سوال ذہن میں آجائے تو اس وقت خاموش رہے وعظ کے بعد پوچھ لے (۶) اگر کوئی دقیق بات ہو تو تنہائی میں پوچھے۔

آداب مشورہ

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (۱) مشورہ دینے میں پہل نہ کرو (۲) بہت اونچا اور بہت زیادہ مشورہ نہ دو (۳) بے سوچے سمجھے بولنے

سے بچو(۴) جو شخص اپنی رائے کے خلاف کسی کی نہ مانتا ہو اسے مشورہ نہ دو (۵) مزاج میں ہچکچاہٹ والے ضدی، ہٹ دھرم کو مشورہ مت دو(۶) جس سے مشورہ لیا جائے ضروری ہے کہ وہ صحیح علم اور مہذب رائے رکھتا ہو(۷) اہل یونان و فارس اپنے وزراء کو اکٹھا کر کے مشورہ نہیں کرتے تھے بلکہ فرادیٰ فرادیٰ اس طرح مشورہ کرتے تھے کہ کسی کو معلوم نہ ہو اسلئے کہ جمع کر کے مشورہ کرنے میں ایک دوسرے پر بڑھنے کی کوشش، طنع و تشنیع کرنا، حسد کرنا، تقابل، اور پوشیدہ امور کے پھیلانے اور تعریض کا عمل سامنے آتا ہے(۸) اگر تمہارا مشیر تم کو مشورہ دے اور بالآخر انجام خراب سامنے آئے تو اسکو ملامت نہ کرو(اسی کو قضائے الٰہی تصور کر کے راضی بقضا رہو ورنہ اسکو شرمندگی ہوگی اور آئندہ مشورہ دینا چھوڑ دے گا(۹) بھوکے، پیاسے(بہ وقت درس) درس دینے والے اور عورتوں کے پاس کثرت سے بیٹھنے والے اور ضرورت مند جو اپنی ضرورت کی تکمیل کی فکر میں ہو، خوف محسوس کرنے پیشاب کے تقاضے سے پریشان، جاہل، حاسد، ریاکار، بزدل، اور بخیل سے مشورہ نہ کرو۔

آداب مجلس

(۱) بشاشت (۲) حسن خلق (۳) ادب (۴) بہ وقت ملاقات سلام اور مصافحہ (۵) ضروریات میں اعانت (۶) جب کوئی ساتھی سامنے آجائے تو

اس پر ہلکی نگاہ ڈالے (بہت آنکھیں نکال کر نہ دیکھے) (۷) بیٹھنا چاہے تو
جگہ کشادہ کردے (۸) وہ بات کرے تو سنے (۹) اپنی بات کو سننے کیلئے ایسے
شخص کو متوجہ نہ کرے جو بے توجہ ہو (۱۰) سننے والے سے اسکی عقل کے بقدر
بات کرے (۱۱) ایسی انوکھی باتیں نہ کرے جو مجلس کے لائق اور مناسب نہ ہو
(۱۲) اگر متکلم ایسی باتیں کرے جس کو یہ پہلے سے سن کر معلوم کر چکا ہے تو
اسکو اس بات سے نہ روکے بلکہ خاموش رہ کر (اس طرح) اسکی بات سن لے
(کہ گویا آج پہلی بار سن رہا ہے) اسکو آداب میں شمار کیا ہے اور اگر خاموش
سنتا رہا تو ہوسکتا ہے کہ اسے اپنی معلومات سے مزید باتیں فائدہ کی معلوم ہو
جائیں (۱۳) اسکے الفاظِ گفتگو کو غور سے سنے (۱۴) جب قوم کو خطاب کرے
تو (صرف دو) ایک آدمی کو توجہ سے خاص نہ کرے بلکہ ہر طرف نگاہ کرتا رہے
(۱۵) متکبرانہ انداز سے دائیں بائیں نہ دیکھے (۱۶) زیادہ ادھر اُدھر نہ دیکھے
(۱۷) بیٹھی ہوئی جماعتوں کے پاس کھڑا نہ ہو (۱۸) بیٹھے تو کسی پر اپنی بڑائی
ظاہر نہ کرے (۱۹) انگلیوں میں تشبیک (انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل)
کرنے سے پرہیز کرے (۲۰) اپنی داڑھی سے نہ کھیلے (۲۱) اپنی انگوٹھی سے
کھیل نہ کرے (۲۲) دانتوں میں سب کے سامنے خلال نہ کرے (۲۳)
اپنی ناک میں انگلی نہ داخل کرے (۲۴) بار بار تھوکنے سے پرہیز کرے
(۲۵) عوام کی مجلس میں نہ بیٹھے اور اگر اتفاق پڑ جائے تو اسکے آداب یہ ہیں
(الف) انکی بات کی تہہ میں پہنچنے کی کوشش نہ کرے (ب) انکی گڑھی گڑھائی

حکایات کی طرف کان نہ لگائے (ج) اگر وہ برے اور خراب الفاظ استعمال کریں تو اسکی طرف دھیان نہ دے (۲۶) کسی بھی مجلس کا ایک ادب یہ ہے کہ اپنے کو زیادہ ہنسی اور مذاق کی باتوں سے بچائے۔

آداب موت

(۱) قریب الموت کو روبہ قبلہ لٹا دینا بشرطیکہ دشواری نہ ہو ورنہ جس طرح آسان ہو (۲) شہادتین کی تلقین کرنا، مگر اسکے پڑھنے کا حکم نہ دے (خدا معلوم کس سختی میں مبتلا ہے) کہیں تنگ دل ہو کر انکار نہ کر جائے (۳) اسکے پاس یٰسین شریف پڑھنا مندوب ہے (۴) اسکے سامنے اب دنیاوی امور کا تذکرہ نہ کرے البتہ شرعی ضروریات مثلاً امانت کی واپسی قرض کی ادائیگی وغیرہ کا تذکرہ کرے (کہ ادائیگی حق سے متعلق ہے) (۵) اسکے گھر والوں میں سے بھی اب کسی کا تذکرہ نہ کرے البتہ اگر کسی کی ملاقات کی خواہش ظاہر کرے تو اسکے سامنے کردے پھر سامنے سے ہٹا دے (۶) اسوقت خوف اور عذاب کا تذکرہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کا تذکرہ کرے (تاکہ آس اور امید پیدا ہو یاس اور ناامیدی نہ ہو) (۷) مرنیوالے کے پاس زیادہ لوگ جمع نہ ہوں (۸) رو رو کر آوازیں بلند نہ کرے جس سے اسکے قلب کو تشویش اور پریشانی لاحق ہو (۱۰) بس اسکے پاس کچھ صالحین رہیں (۱۱) اسکے لئے سلامتی ایمان اور شیطان سے حفاظت کی دعا کرے (۱۲) اگر

اسکی زبان سے کوئی ناپسندیدہ بات نکل جائے تو اسکی تشہیر نہ کرے بلکہ اسکو زوالِ عقل کے سبب ظاہر ہونیوالا امر تصور کرے (۱۳) جب انتقال ہو جائے تو اسکی تجہیز و تکفین اور دفن میں جلدی کرے (۱۴) قبر پختہ نہ بنائے نہ اس پر عمارت کھڑی کرے (مثلاً قبہ وغیرہ) (۱۵) اس پر پھول اور چادر وغیرہ نہ چڑھایا جائے (۱۶) تیسری اور دسویں وغیرہ کا جو اہتمام کیا جاتا ہے اسکو نہ کرے اسلئے کہ ان سب امور کا مقصد ریا کاری ہے البتہ اگر بغیر ریاء کے ہو اور نابالغ اور غائب کے مال سے نہ ہو اور قید و رسم کا التزام بھی نہ ہو تو اسمیں کچھ حرج نہیں (مگر چونکہ ہمارے بلاد میں یہ چیزیں رسم و رواج اور عادت بن گئی ہیں اسلئے بالکل پرہیز کرنا چاہئے (۱۷) اور تعزیت کرنے کی مدت وقت صدمہ تک ہے۔

آداب استاد

(۱) استاد کے پاس مسواک کر کے صفائی ستھرائی اختیار کر کے جائے (۲) نہایت ادب سے اس کے پاس بیٹھے (۳) اس کی عظمت کا خیال رکھے (۴) اپنے پورے جسم و قلب سے اس کی باتوں کی طرف کان لگا رکھے (اور اس کو یاد اور محفوظ کرلے (۵) جو باتیں سمجھ میں نہ آئیں اس کو اپنی (سمجھ) کی کمی محسوس کرے (۶) اس کے سامنے اس کی رائے کے مخالف قول کو ذکر نہ کرے (۷) اس سے اعتراضات کو دفع کرے اگر قدرت نہ رکھتا ہو تو

کنارے ہوکر خاموش ہو جائے (۸) عام لوگوں کو سلام کرنے کے بعد ان کے قریب پہونچ کر ان کو خصوصی سلام کرے بشرطیکہ بات میں مشغول نہ ہوں (ورنہ خاموش بیٹھ جائے) (۹) ان کے سامنے نہ زیادہ ہنسے نہ زیادہ بولے (۱۰) ان کی مجلس میں بیٹھ کر کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے (۱۱) ان کی سختی کا تحمل کرے (۱۲) ان کی سختی اور تند خوئی کی وجہ سے ان کا ساتھ نہ چھوڑے (۱۳) ان کے ساتھ بے اعتقادی نہ رکھے (۱۴) ان کے اقوال وافعال کی نیک تاویل کرے (۱۵) اگر طبیعت پر ملال یا غم یا نیند کا غلبہ یا دل تنگی اور بے قراری ہو یا بھوک، پیاس، یا کسی اور وجہ سے طبیعت حاضر نہ ہو تو درس پر مجبور نہ کرے (۱۶) ان کی عدم موجودگی میں بھی ان کے حقوق کا خیال رکھے (۱۷) ہدیہ اور تحفہ سے اور کبھی کبھی خط و کتابت کر کے ان کا جی خوش کرتا رہے (۱۸) ان کی حیات میں اور مرنے کے بعد بھی دعاء خیر کرتا رہے، اور کبھی کبھی زیارت (وملاقات) کرتا رہے۔

آداب شیخ طریقت

جو استاد کے آداب ہیں وہ سب آداب شیخ طریقت کے بھی ہیں کچھ اضافہ کے ساتھ (۱) ان سے حصول مطلوب کا یقین رکھے اگر کسی اور کی طرف نگاہ اٹھائیگا تو ان کے فیوض سے محروم ہو جائے گا (۲) ان کی اطاعت کرے (۳) جان اور مال سے ان کی خدمت کرے (۴) عشق وفریفتگی کے

درجے میں محبت کرے(۵)ان کے افعال کی اقتداء بلا حکم کے نہ کرے(٦)جن امور کی تلقین کریں اس کی پابندی کرے بلا اجازت اس پر اضافہ نہ کرے(۷)زمین جس حصہ پر شیخ کا سایہ پڑ رہا ہو اس پر کھڑا نہ ہو(۸)ان کے مصلے پر نہ چڑھے(۹) ان کے سامانوں کو استعمال نہ کرے(۱۰)جہاں وہ وضو کریں وہاں وضو نہ کرے(۱۱)ان کے سامنے نہ کھائے،نہ پئے،نہ سوئے(۱۲)ان کے سامنے کسی اور کی طرف نگاہ نہ کرے(۱۳)ان کی نشستگاہ کی طرف پیر پھیلا کر نہ بیٹھے اگرچہ وہاں موجود نہ ہوں(۱۴)نہ ادھر تھوکے(۱۵)زبان اور قلب کسی سے بھی ان پر اعتراض نہ کرے(۱٦)کشف وکرامت کا مطالبہ نہ کرے(۱۷)دل میں جو بات آوے اس کو ان سے بیان کردے اگر جواب نہ ملے یا ان کا جواب سمجھ میں نہ آوے تو اپنا قصور سمجھے(۱۸)جو خواب دیکھے ان سے بیان کردے اسی طرح بھلی بری بات جو دل میں آوے بیان کردے(۱۹)بلا اجازت ان کے پاس نہ جائے(۲۰)ان کی آواز سے تیز آواز نہ نکالے(۲۱)ان کے راز کو کسی اور پر ظاہر نہ کرے(۲۲)ان کی بات کی تردید نہ کرے چاہے خود حق پر ہو(۲۳)ان کے سامنے بیٹھ کر(ان کی طرف متوجہ رہے)وظیفہ نہ پڑھے(۲۴)جو فیض ہو اس کو شیخ کی جانب سے تصور کرے اگرچہ کسی اور سے پہونچا ہو یہ سب آداب اسوقت ملحوظ رکھنے کے ہیں جب شیخ کامل اور جامع شریعت وحقیقت ہو ورنہ خدا کی پناہ شیطان صورت انسان سے۔

وہ امور جن پر تنبیہ کرنا زمانہ حال میں ضروری ہے

مصنفین:۔ عوام کیلئے سب سے زیادہ نافع مولانا قطب الدین خاں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ہیں اور رسائل انکے تحریر کردہ بہت ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک نافع ہیں (۲) مولانا خرم علی بلہوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات اور خواص کیلئے مولانا الحاج محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جو خلفاء امدادیہ میں سے اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ایک نشانی ہیں (۲) مولانا رشید احمد صاحب محدث فقیہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (۳) اور فرید عصر مولانا عبدالحئی لکھنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کی تصنیفات)

ازمترجم:۔ اس زمانہ میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد تقی عثمانی زادہ مجدہ وغیرہ کی تصنیفات عوام وخواص کے لئے مفید ہیں۔ (فقط)

اور انتہائی ضرر رساں چھوٹے بڑے نیچریوں اور غیر مقلدین اور بدعتیوں کی تصنیفات ہیں۔

مدارس:۔ سب سے عام اور تام نفع بخش مدرسہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور ہے۔ (الحمد للہ کہ اس وقت ہندوستان میں سیکڑوں مدارس ایسے قائم ہیں جن سے دار العلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے نہج پر علم وعمل واخلاق کی بادِ بہاراں چل رہی ہے ثم الحمد للہ کہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر ان ہی دینی مدارس میں سے ہے جو سلف صالحین کے منہج پر علوم ظاہرہ وباطنہ کا گہوارہ بنا ہوا ہے)

مذاہب:۔ اہلِ مذاہب میں اہل سنت والجماعۃ اہل حق ہیں جو باجماع معتبرین حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ میں منحصر ہیں اور ان میں اہلِ اہواء غیر مقلدین ہیں جو اتباعِ حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں انکو یہ مقام کیونکر حاصل ہو سکتا ہے اور جاہل صوفیا اور ان کا گروہ مبتدعین اگر چہ بعض اہل علم کی صورت میں نظر آتے ہیں اور روافض اور نیچری حضرات جو معتزلہ کی راہ پر ہیں اپنے آپ کو ان سے بچائے رکھنا ایسا نہ ہو کہ ان کی خواہشات نفسانیہ کے میل کچیل کو اپنے اوپر لپیٹ لو، ہندوستان میں کفار کے فرقے ان میں سب سے سخت عداوت وعناد میں ہنود مین آریہ اور نصاریٰ میں پادری لوگ ہیں،۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (آمین)۔

مزارات:۔ زیادہ مشہور انوار کے حامل مزارات خوابگاہ سیدی خواجہ معین الدین اجمیر میں اور سیدی علاؤ الدین صابر کی خواب گاہ روڑکی کے قریب

شہر کلیر میں اور سیدی قطب الدین کاکی کی مرقد مبارک (مہرولی) دہلی میں، اور سلطان نظام الدین کی مرقد مبارک دہلی میں اور شیخ فرید الدین کی پاک پٹن پنجاب میں اور قطب العالم عبدالقدوس کی گنگوہ میں اور شاہ مینا کی لکھنؤ میں اور شیخ محب اللہ کی الہ آباد میں اور شیخ عبدالحق کی ردولی میں اور شیخ مجدد الف ثانی کی سرہند میں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ مگر عرس کے زمانہ میں زیارت سے بچنا (اور انھیں حاجت روا تصور نہ کرنا) ورنہ کہیں نفع سے زیادہ نقصان اٹھا جاؤ۔

آفات اور اس سے نجات کا طریقہ

آفات ظاہرہ:۔ (۱) افلاس جو اکثر مسلمان کو لاحق ہے اور اس کا سبب کم علمی اور حرفتوں اور صنعتوں سے کثرت عار اور آزادروشی کا محبوب ہونا اور شہوات کا اتباع، شہرت پسندی اور اسراف (بے جا خرچ) (۲) آپس کا اختلاف، تحاسد، تباغض اور اس کا سبب حرص اور تکبر ہے (۳) بارش کی کمی، اس کا سبب زکوٰۃ وصدقات کو روک رکھنا ہے (۴) سخت سخت امراض مثلاً طاعون وغیرہ کا آنا اور بلاؤں کا نازل ہونا اس کا سبب زنا کی کثرت، رات میں برتنوں کو کھلا رکھنا اور مختلف اوقات میں قسم قسم کے کھانوں کی کثرت ہے (۵) ظالمون کے ظلم میں گرفتار ہونا اس کا سبب رب العالمین مولیٰ تعالیٰ شانہ کی نافرمانی ہے۔ اور ہر ایک کا علاج اسکے اسباب کے ازالہ سے ہوسکتا ہے۔

آفات باطنہ:۔ (۱) جہالت کا عام ہونا، اس کا سبب دنیا پر بے طرح ٹوٹ پڑنا اور اسکو آخرت پر ترجیح دینا اور علماء سے دور رہنا اس سے چھٹکارے کی شکل دنیا کے فانی ہونے کا تصور اور علماء زاہدین کی صحبت کا التزام ہے (۲) اخلاق ذمیمہ میں گھر جانا، مثلاً حسد، کبر، ریاء، غضب، جلد بازی، حرص، طول امل، اور اس سے نجات کا طریقہ ایسے اللہ والوں کا تقرب ہے جو شریعت اور طریقت کے جامع ہیں اور کتب اخلاق اور سیرت صالحین کا مطالعہ ہے (۳) عوام کا ایسے دقیق مسائل اور دلائل کا پوچھنا جن کی تہہ تک ان کی عقلوں کی رسائی نہ ہوسکے، اسکا سبب قلت ادب اور عمل سے روگردانی ہے، اس کا علاج زجر و توبیخ اور جواب نہ دینا ہے (۴) جاہل صوفیوں اور پیروں سے عقیدت میں غلو کرنا، اس کا سبب جہالت ہے اور اسکا علاج علم سیکھنا ہے (۵) طلبہ کا فلسفہ اور علوم آلیہ میں غلو کرنا اسکا سبب مقاصد علم سے جہالت ہے اور اس کا علاج مقصد علم پر متنبہ کرنا ہے اور ہر وہ علم نہ سیکھیں جس کا ارادہ کرلیں۔ ان تمام آفات کی بنیاد حق تعالیٰ شانہ کا عدمِ استحضار ہے اس کا علاج اشتغال باللہ اور مراقبہ ہے جو چیز ان تمام بھنوروں (اور مشکلات) سے نجات دینے والی اور تمام حاجات کو برلانیوالی ہے وہ رب السمٰوٰت والارض کی بارگاہ میں تضرع وزاری اور ہر خلوت وجلوت میں سید الکائنات علیہ السلام کو سفارشی بنانا ہے۔

مناسب یہ ہے کہ ہمارا یہ صحیفہ (اور تحریر) اسی قسم کے ابیات

(واشعار) پر اختتام پذیر ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں خیرات اور حسنات کی توفیق سے نوازیں اور سیئات سے نجات بخشیں اور ایمان اور سعادت پر ہمارا خاتمہ فرمائیں یقیناً وہی دعاؤں کو قبول فرمانے والے اور حاجات کو برلانے والے ہیں۔

ابیات تضرع

يَا مَنْ يَّرىٰ مَا فِي الضَّمِيرِ وَيَسْمَعُ (۱) اَنْتَ الْمُعِدُّ لِكُلِّ مَا يُتَوَقَّعُ

يَا مَنْ يُرَجّىٰ لِلشَّدَائِدِ كُلِّهَا (۲) يَا مَنْ اِلَيْهِ الْمُشْتَكىٰ وَالْمَفْزَعُ

يَا مَنْ خَزَائِنُ رِزْقِهٖ فِيْ اَمْرِ كُنْ (۳) اُمْنُنْ فَاِنَّ الْخَيْرَ عِنْدَكَ اَجْمَعُ

مَالِيْ سِوىٰ فَقْرِيْ اِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ (۴) فَبِالْاِفْتِقَارِ اِلَيْكَ فَقْرِيْ اَدْفَعُ

مَالِيْ سِوىٰ قَرْعِيْ لِبَابِكَ حِيْلَةٌ (۵) فَلَئِنْ رُدِدْتُّ فَاَيَّ بَابٍ اَقْرَعُ

وَمَنِ الَّذِيْ اَدْعُوْ وَاَهْتِفُ بِاسْمِهٖ (۶) اِنْ كَانَ فَضْلُكَ عَنْ فَقِيْرِكَ يُمْنَعُ

حَاشَا لِجُوْدِكَ اَنْ تُقَنِّطَ عَاصِياً (۷) اَلْفَضْلُ اَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ اَوْسَعُ

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهٖ (۸) خَيْرِ الْاَنَامِ وَمَنْ بِهٖ يُتَشَفَّعُ

(۱) اے وہ ذات جو دل کی باتوں کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے تو ہی ان چیزوں کو مہیا کرنے والا ہے جس کی توقع کی جاتی ہے (۲) اے وہ ذات جس سے تمام شدائد و مصائب میں امیدیں کی جاتی ہیں اے وہ ذات جس سے تمام حاجتوں میں استمداد ہوتی ہے اور جو جائے پناہ ہے (۳) اے وہ ذات جسکے

رزق کے خزانے امر کن میں مستتر ہیں احسان فرما اس لئے کہ بھلائیاں اور خیر ساری کی ساری آپ کے پاس اور آپ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے (۴) میری محتاجی اور بے بسی کے سوا میرے پاس آپ کے سامنے پیش کرنے کیلئے کوئی وسیلہ نہیں لہٰذا اپنے فقر کو آپ کی پاک بارگاہ میں پیش کر کے اپنا فقر دفع کرنا چاہتا ہوں (۵) میرے لئے آپ کی بارگاہ کا دروازہ کھٹکھٹانے کے علاوہ کوئی حیلہ نہیں اگر دھتکار دیا گیا تو پھر اور کون سا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ (۶) آپ کے اس بھکاری سے آپ کا فضل وکرم اگر روک دیا جائے تو اور کون ہے جس کا نام لے کر اسکو پکاروں اور فریاد کروں (۷) آپ کی سخاوت سے بعید ہے کہ کسی گنہگار کو آپ نا اُمید نہ کریں۔ آپ کا فضل بہت ہے اور عطائیں بے انتہا وسیع ہیں (۸) پھر رحمت کاملہ نازل ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پر جو مخلوقات میں برتر ہیں اور ایسے ہیں کہ انکو سفارشی بنایا جائے۔

اشعار شفاعت

يَاحَبِيْبَ الْإِلٰـهِ خُذْ بِيَدِيْ (۱) مَاِعِجْزِيْ سِوَاكَ مُسْتَنِدِيْ
كُنْ رَحِيْماً لِذِلَّتِيْ وَاشْفَعْ (۲) يَاشَفِيْعَ الْوَرٰى اِلَى الصَّمَدِ
اِعْتِصَامِيْ سِوىٰ جَنَابِكَ لِيْ (۳) لَيْسَ يَا سَيِّدِيْ اِلٰى اَحَدِ
غَيْرُ عُرْوَاكَ لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ (۴) لِعَلِيْلٍ ذَلِيْلٍ مُعْتَمَدِ
صَلَوَاتِيْ عَلَيْكَ فِي الْمَلَوَيْنِ (۵) كَانَ مُتَجَاوِزاً عَنِ الْعَدَدِ
وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ طُرّاً (۶) وَعَلٰى آلِهٖ اِلَى الْاَبَدِ
وَعَلَى الصَّحْبِ كُلِّهِمْ اَجْمَعْ (۷) هُمْ نُجُوْمُ الْهُدٰى اِلَى الرُّشْدِ
وَعَلَى التَّابِعِيْنَ هُمْ كَانُوْا (۸) لِخِيَامِ السَّدَادِ كَالْوَتَدِ
اِسْتَعِيْنُوْا الْعَاجِزِ مُضْطَرٌّ (۹) شَمِّرُوْا ذَيْلَكُمْ اِلَى الْمَدَدِ

ترجمہ:۔(۱) اے اللہ کے حبیب میری دستگیری فرمائیں میری عاجزی اور بے بسی میں آپ کے سوا کوئی لائق اعتماد اور سہارا نہیں۔

(۲) میری ذلت وخواری میں میرے لئے مہربان بن جائیں اے مخلوقات کے سفارشی میرے لئے حق تعالیٰ کی بے نیاز بارگاہ میں سفارشی بن جائیے۔

(۳) اے میرے آقا آپ کی بارگاہ کے علاوہ میرے لئے کسی کی دستگیری سے کام چلنے والا نہیں۔

(۴) دارین میں مجھ جیسے بیمار اور ذلیل کیلئے آپکی مدد کے علاوہ کسی کا سہارا نہیں۔

(۵) میری طرف سے آپ پر صلوٰۃ (وسلام) شب وروز اور بے حساب ہو۔

(٦) اور آپ کے تمام اہلِ بیت پر اور آپ کی آل پر ہمیشہ ہمیش۔

(۷) اور سارے ہی صحابہ پر جو بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والے ستارے ہیں۔

(۸) اور تابعین پر جو ہدایت کے خیموں کیلئے کھونٹے اور میخ کے مانند ہیں۔

(۹) اور آخر میں عرض ہے کہ) اس عاجز مضطر کے لئے مدد طلب کریں اپنے دامن کو مدد کے لئے سمیٹ لیں۔

یوم ختام یکشنبہ ۱۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ بہ مقام تھانہ بھون (فقط)
الحمدللہ ۲۹/ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ شب جمعہ میں ترجمہ عشرۂ طروس (مسمی بہ آئینہ دروس) مکمل ہوا۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بندہ عبد الرشید عفی لہٗ سلطان پوری
خادم تدریس مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم
سرائمیر، اعظم گڈھ، یوپی

تصحیح اغلاط کتابت آئینہ دروس

اپنی اپنی کتابوں میں اصل جگہ اصلاح کر لی جائے۔

غلط	صحیح	صفحہ	سطر
ضمان	زمان	۳	۲۳
ے	سے	۶	۱۵
جس	جس کا	۹	۱۴
کی	کے	۱۲	۱۸
وقت	وقف	۱۸	۱۷
خوب	خوف	۲۳	۶
رجب	عجب	۲۷	۲
نصیر	نفیر	۳۲	۱۷
جن	جن کی	۳۴	۱۲
حبزادیاں	صاحبزادیاں	۳۹	۱۲
خلافت	خلاف	۴۲	۱
عمر	عمرو	۴۶	۵
تہ	تک	۴۸	۱۸
ظاہریہ	طاہریہ	۵۲	۱۰
میں	میں تھا	۵۸	۹
کہاں	کہا	۵۸	۱۷
تھ	تھا	۵۹	۲
کا	کو	۶۲	۴
بعث	بعثت	۶۲	۷
نجاب	خضاب	۶۳	۱۱
کہاں	کہا	۶۴	۳
ہوئی	رہے	۶۶	۱۴
زبیز	زہیر	۶۷	۷
کے	کا	۷۱	۹
کرنے	کرنے والے	۷۲	۱۲
پاس	پاس سے	۷۷	۱۲
عجزی	لعجزی	۸۳	۱۳
اس	ان	۸۶	۱۵
خوانخواہ	خواہ مخواہ	۹۰	۱۱

صفحہ نمبر ۲۶ ر پر چھوٹا ہوا (۹) ناگوار خاطر بات پیش آنے پر ثابت قدم رہنا جب مصیبت کے بعد راحت کا تصور ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ضمان التکمیل فی زمان التعجیل

الف۔ اُوپر کا عنوان ایک خاص طرز کے نصاب درس کا لقب ہے جو آگے بصورت نقشہ دکھلایا گیا ہے۔

ب۔ یہ کوئی جدید نصاب نہیں جو موجب استنکار طلبہ ہو بلکہ نصاب قدیم کی دینیات مقصودہ یعنی تفسیر وحدیث وفقہ وکلام وفرائض کی ضروری کتابوں کو زوائد پر تحصیل میں مقدم کر دیا گیا ہے اور چونکہ یہ علوم بعض فنون آلیہ صرف ونحو ومعقول واصول پر موقوف ہیں اس سے پہلے یہ رکھ دئے گئے ہیں اسلئے یہ نصاب قدیم ہی کا ایک جزو ہے۔

ج۔ اس کی تجویز دو غرض سے ہوئی اول جن لوگوں کو ضرورت تحصیل معاش یا کسی اور عارض کی وجہ سے مہلت کم ہے اور اسکے ساتھ ہی علوم دینیہ میں فاضلانہ استعداد حاصل کرنیکی رغبت اور شوق ہے مگر درس متعارف کی تطویل کو دیکھ کر ہمت پست ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ ترک محض ہوتا ہے اس سے اس کی تنگی رفع ہو جاوے گی، دوسرے جو لوگ تحصیل علوم دینیہ کے لئے فارغ بھی ہیں انکو بھی اتفاقات زمانہ سے احیاناً ان کے گمان کے موافق وقت نہیں ملتا اور تحصیل کو درمیان میں قطع کرنا پڑتا ہے جن کے لئے التزام طریق متعارف کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جس قدر وقت ملا تھا وہ علوم آلیہ میں صرف ہو گیا

اور مقصود اصلی سے محروم رہے اس طریق میں اس کا تدارک بھی ہوگیا ہے۔

د۔ مصلحت مذکورہ حرف ج اس کی تقدیم بقیہ کتب مندرجۂ درس متعارف پر مناسب ہے اسکے بعد اگر وقت مساعد ہو بقیۂ درسیات کو جس طرز پر معلم و متعلم کی رائے متوافق ہو پورا کرلیں۔ نیز چونکہ اس شخص کی استعداد میں ایک گونہ قوت زائد ہوگی اسلئے بقیہ درسیات پر سرعت اور بصیرت کے ساتھ عبور کر سکے گا۔ اور اگر وقت نہ ملا تو مقصود پر تو فائز ہو ہی چکا ہے اگر توجہ کریگا تو بوجہ ملکہ مُطالعہ کے بذریعہ کتب بنی استعداد و تبحر کو الی مالا یقف عند حدٍ ترقی دے سکے گا۔

ہ۔ باوجود نہایت اختصار کے اس میں بعض ضروری علوم نصاب متعارف سے زیادہ ہیں مثلاً تجوید، اختلاف قرأت، علم سلوک جو حسب تعریف سلف جز وفقہ ہے رد اغلاط فلسفہ قدیمہ وجدیدہ وہیئت تفصیل عقائد اہل ہواء جن کا اہل علم کیلئے ضروری ہونا مخفی نہیں اور چونکہ ریاضی نہ مقاصد مذکورہ کا جزو ہے نہ انکا آلۂ موقوف علیہ لہٰذا اس درس میں اسکو نہیں لیا گیا اس سے فارغ ہوکر درس متعارف کے ضمن میں اسکی تحصیل ممکن ہے۔

و۔ چونکہ اس درس میں بالکل ضروری چیزیں لی گئی ہیں اگر متعلم ذرا بھی بے توجہی کرے گا وہ اس سے بالکل منتفع نہ ہو سکے گا لہٰذا معلم کو مناسب ہے کہ جس کتاب ختم شدہ میں متعلم کی مناسبت ناقص پاوے بجائے اگلی کتاب شروع کرانے کے پھر اسی کا اعادہ کرے۔

ز۔ تجربہ سے اس درس کیلئے متوسط ذہن والے کیلئے تین سال بہت اطمینان کے ساتھ کافی ثابت ہوئے اور عبادت وذکاوت کے تفاوت کی نسبت سے اس مدت کی نسبت بھی متفاوت ہوجاوے گی۔

ح۔ درس مذکورہ میں جو بصورت نقشہ ہے ایک خانہ جسمیں لفظ بدل لکھا ہے اس غرض سے بڑھایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سبب سے اور زیادہ سہولت واختصار کا طالب ہو وہ اصل کتاب کے عوض بدل کو اختیار کرے ایسے شخص کیلئے یقیناً تین سال میں سے چھ ماہ اور گھٹ جاویں گے۔

ط۔ حرف ج میں فاضلانہ کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی اصلاح ونجات آخرت کیلئے کتب دینیہ کو عربی زبان میں پڑھنا چاہے تحقیق و تدقیق کی ضرورت نہ سمجھے یا علوم عقلیہ سے دلچسپی نہ ہوا سکے لئے اس درس کا اور بھی اختصار ہوسکتا ہے یعنی صرف ونحو کی کتب مندرجہ کے بعد قدوری کامل اور سراجی اور متن معانی اور تجوید اور تلخیص البدایہ اور متن عقائد نسفیہ اور تیسیر یا مشکوٰۃ اور جلالین کافی ہیں اور جو عربی زبان کی قید بھی ضروری نہ سمجھے اسکے لئے صرف بہشتی زیور کے پانچ حصے اور مفتاح الجنۃ اور صفائی معاملات اور تعلیم الدین اور فروع الایمان اور جزاء الاعمال اور اصلاح الرسوم اور قیامت نامہ اردو شاہ رفیع الدین اور حقوق الاسلام اور سراج السالکین اور تواریخ حبیب آلہ اور مآل التہذیب کے سب حصے۔ اور عورتوں کیلئے بلکہ کم

---

[1] اس کا اردو ترجمہ حضرت مولانا محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بنام ہدایۃ المبتدی تحریر فرمایا ہے جو طبع ہوچکا ہے۔

فرصت مردوں کیلئے بھی بہشتی زیور کے سب حصے پڑھ لینا اور ضرورت کے وقت علماء سے مراجعت کرتے رہنا کافی ہے۔

ی۔ بمقتضائے مصلحت دوم مذکورۂ حرف ج سب کیلئے اس درس کی تقدیم نہ کرنے کی تقدیر پر اگر حضرات علماء و اہل مدارس اسلامیہ دامت فیوضہم و برکاتہم اقل درجہ اسی قدر التزام کی تکلیف گوارا فرمالیں کہ اپنی مستفیدین و محصلین میں سے جسکی حالت خواہ اپنی تحقیق سے خواہ ان کے استفسار سے بوجہ مصداق ہونے مصلحت اولی مذکورۂ حرف ج کے مقتضی تقدیم کو پاویں ایسے لوگوں کی ایک جماعت جداگانہ قائم کردیں تو رعایت اہل حاجت کا ثواب بھی ملے اور امید ہے کہ مدارس میں طلبہ کی بھی بالخصوص امیرزادوں کی ترقی ہوجاوے اور کوئی طالب علم باوجود ضیق وقت کے فیض سے محروم نہ رہے اور جو اہل وسعت اساتذہ کو مکان پر بٹھلا کر اس طرز سے تعلیم دلانا چاہیں استاذ کو یہ نقشہ دے کر اسکی پابندی کے لئے فرمائش کریں۔

دستور العمل تحصیل نصاب ہذا

(اول) قبل آغاز عربی ان چیزوں سے فارغ ہونا ضروری ہے (۱) فارسی میں گلستاں بوستاں مع قواعد فارسی اور ضیق وقت میں صرف حمد باری اور تیسیر المبتدی ہر دو حصہ اور صد پند لقمان اور کریما اور حکایات لطیف کل یا نصف (۲) حساب بقدر ضرورت (۳) صفائی خط (۴) رسائل اُردو یا فارسی

درعقائدوفقہ(۵)قرآن مجید صحیح۔

(دوم)جو کتابیں باہم محاذی ہیں اُنکے ساتھ ہونیکے کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان سب کے اختتام پر بعد کا سلسلہ شروع کرایا جاوے اگر بالفرض اس میں سے ایک پہلے ختم ہوجاوے تو اسکی جگہ بھی دوسری کتاب کا سبق پڑھایا جاوے۔

سوم۔معلم و متعلم کو ان آداب کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱)معلم کو چاہئے کہ درس میں نفس مطلب کے بیان پر اکتفا کرے۔

(۲)طالب علم کے سوال کی وقت منشأ شبہ پر غور کر کے مختصر وکافی جواب دے

(۳)تقریر میں توضیح اور سہولت کا بھی لحاظ رکھے۔

(۴)اگر طالب علم کوئی معقول بات کہے اسکو مان لے گو اپنی تقریر کیخلاف ہو

(۵)اگر مصنف سے کوئی فاحش غلطی ہوئی ہے بے تکلف اسکو ظاہر کردے خوامخواہ اس کی توجیہ کی کوشش نہ کرے۔

(۶)حسب استعداد متعلم وقتاً فوقتاً ابتدائی اور متوسط اسباق اسکے سپرد کرتا رہے۔

(۷)متعلم کو چاہئے کہ مطالعہ میں خوب کوشش کرے خوب سمجھ کر پڑھے پھر بھی مطالعہ وتکرار کرے غرض توجہ تام ضروری ہے۔

(۸)گذشتہ خواندگی کو وقتاً فوقتاً دیکھتا رہے۔

(۹)استاذ پر تمام محشین وشراح سے زیادہ اعتماد رکھے فضول سوالات سے اس کو تنگ نہ کرے۔

(۱۰) جو کچھ پڑھے اس پر پورا عمل کرتا رہے مگر تکثیر نوافل واوراد سے شغل علم اس کے لئے افضل ہے۔

اطلاع۔ کتب مندرجہ نقشۂ نصاب ہذا میں سے اکثر تو مستقل مطبوع ہوئی ہیں اور بعض ضمن شروح میں جنکا پڑھنا نقل کر کے یا شرح چھوڑ چھوڑ کر بلا نقل ممکن ہے اور بعض جو غیر مطبوع تھیں یا کمیاب تھیں ان کا مجموعہ کہ تلخیصات عشر سے موسوم وملقب ہے خیر مجسم صاحب ہمت وکرم جناب مولوی حافظ عبدالاحد مالک مطبع مجتبائی دہلی نے اس احقر کی التماس پر طبع کرادیا کہ مشتری کو ایک جگہ سے سب رسائل بسہولت میسر ہوسکیں نیز مطبع موصوف سے بقیہ کتب درس ہذا کی بھی بلکہ اُوپر جن کتب فارسی واُردو کے نام آئے ہیں وہ بھی خریدار کو بآسانی مل سکتی ہیں۔

مشورہ متعلقہ معاش طلبہ (۱) اُردو کتب دینیات مندرجہ حرف ط کے ساتھ مناسب ہوگا کہ انشائے خرد افروز خط وکتابت کیلئے اور قلمی مکتوبات یا کاغذات کاروائی بخط شکستہ پڑھنے کیلئے اور مبادی الحساب کے قواعد وسوالات حساب وکتاب کیلئے مع مشق صفائی خط نیز پڑھاوے جاویں تاکہ روزمرہ مایحتاج میں عاری نہ رہے اور اگر علوم حاصل کرنا نہ چاہیں تو صنعت وحرفت یعنی دستکاری وپیشہ سے معاش حاصل کرنے میں بہت آسانی اور سلامتی ہے۔

(۲) اور عربی تکمیل کرنیوالوں کیلئے چند صورتیں معاش کے

مناسب ہیں اول بی۔اے۔کورس عربی میں امتحان دے کر سرکاری اسکول میں نوکری کرلینا دوسرے مطب کرنا تیسرے مفید رسالے یا حواشی حسب ضرورت وقت تصنیف کر کے یا درسی کتابیں چھپوا کر بذریعہ اشتہار اُن کا اعلان کر کے انکی تجارت کرنا چوتھی کاپی نویسی کرنا پانچویں کسی مطبع میں تصحیح کی نوکری کرنا اوران سب صورتوں میں اوقات فراغ میں مشغول مطالعہ وتدریس رہنا، چھٹے کسی مدرسہ اسلامیہ میں مدرسی کرنا، بشرطیکہ چندہ کی آمد برآمد سے کوئی تعلق نہ ہوساتویں اگرغنائے ظاہری وباطنی یعنی ثروت یا قوت توکل حاصل ہوتو محض حسبۃً للہ اپنے کو دینی خدمات تدریس وتالیف ووعظ وافتاء وغیرہا کے لئے سراپا وقف کردینا۔اوراسباب ظاہری میں چھٹی صورت اوراسباب باطنی میں ساتویں صورت بقیہ سے افضل ہے آئندہ جس میں سہولت وراحت ہو(۳) انگریزی خوانوں کے لئے ان تعلقات میں دین کی حفاظت رہ سکتی ہے انجینئری، محکمہ زراعت، ڈاکخانہ، ریل، اسکول، ڈاکٹری، تجارت، اورحکومت یا اسکی اعانت کی نوکریاں اکثر ناجائز امور سے پر ہیں فقط

استدعاء:۔ناظرین ومستفیدین سے توقع ہے کہ اس نصاب کے مجوز اور مہتمم طبع وساعی اشاعت ومحصلین کیلئے دعائے خیردارین فرماویں۔

الراقم محمد اشرف علی التھانوی غفراللہ تعالیٰ لہ والوالدیہ

(ماخوذازتلخیصات عشر)

درس ضمان التکمیل فی زمان التعجیل

شمار سلسلہ	سبق اول	سبق دوم	سبق سوم	بدل	کیفیت
۱	منتخب النفائس[1]	+	+	حذف[1]	حفظ کرانا مناسب ہے۔
۲	میزان الصرف	+	+	+	خوب حفظ کرائی جائے۔
۳	منشعب	.	.	.	اسکے کل مصادر میزان پر گردانے جاویں اور متفرق صیغے دریافت کئے جاویں
۴	پنج گنج تا خاصیت ابواب	.	.	.	تعلیلین خوب یاد کرائی جاویں
۵	بقیہ پنج گنج	نحو میر	.	.	ترکیب امثلہ عربی کرائی جاوے چھوٹے جملے دیکر عربی بنوائی جاوے ان جملوں کے مفردات منتخب کے لغات ہونے چاہئیں۔
۶	شرح مائۃ عامل باترکیب	شرح مائۃ عامل بلاترکیب	.	.	سبق میں تمام صیغے اور اعراب طالب علم سے لکھوائے جاویں اور جس سوال کا وہ جواب نہ دے سکے قواعد صرف ونحو دکھلا کر جواب طلب کیا جاوے اور باترکیب، بلاترکیب کا مطلب یہ ہے اول اُسے بلاترکیب شروع کرا کر اخیر تک حل دیگر کتب کے پڑھاویں اور دوسرا سبق اسی کا اس طور پر پڑھاویں کہ ترکیب بھی ہوتی جاوے ختم بلاترکیب تک مسلسل رہو جاوے۔
۷	ایساغوجی	ہدایۃ النحو	قدوری تا باب الاعتکاف	.	ہر قسم کے متفرق جملوں کی عربی بنوائی جاوے۔
۸	قال اقول	ترجمہ قرآن شریف	صفائی معاملات	.	جس قرآن میں سبق ہو وہ معرا ہو اور اس میں ترکیب اور صیغے کثرت سے پوچھے جاویں اور بیان تحسیر واحکام واختلافات میں تطویل نہ کیجاوے نفس مطلب پر اکتفا کیا جاوے اور سلیس مضامین عربی بنانے کے لئے دئے جاویں۔

میزان منشعب کا اُردو ترجمہ المقیاس المعتدل اور نحو میر کا اُردو ترجمہ دُر فرید طبع ہو چکا ہے۔

نمبر سلسلہ	سبق اول	سبق دوم	سبق سوم	بدل	کیفیت
۹	شمسیہ متن قطبی باستثنائے موجہات[2]	بقیہ ترجمہ قرآن شریف	سراجی	تلخیص المرقاۃ[3]	شمسیہ یا اسکے بدل میں اسکے قواعد کا وقتاً فوقتاً اجراء و امتحان کیا جاوے۔
۱۰	شریفیہ[4] متن رشیدیہ در مناظرہ	تسہیل المعانی[4]	منار[5] متن نور الانوار مع مدار	تلخیص[4] شریفیہ میزان البلاغۃ تلخیص منار[5]	قواعد معانی و بیان قرآن شریف میں جاری کرائے جاویں اور منار یا اسکے بدل میں جتنا سبق پڑھانا منظور ہو اس میں جتنے مسائل کی تفریع ہو وہ مسائل اول مدار میں پڑھاوے جاویں۔
۱۱	ہدایۃ[6] الحکمۃ متن میبذی مع درایۃ العصمۃ	تحفۃ الاطفال و مکررہ[7] در قرأت مع حق القرآن	بقیہ منار	تلخیص[6] ہدایۃ الحکمۃ مع حذف درایۃ العصمۃ کتاب[7] الکافی از باب الاختلاف فی فرش الحروف مع فاتحہ	قواعد تجوید کی مشق قرآن شریف میں کرائی جاوے اور مکررہ میں جس اختلاف قرأت سے معنی بدل جاویں قرآن میں وہ مقامات نکال کر اس معنی کی توجیہ سمجھادی جاوے۔
۱۲	بقیہ ہدایۃ الحکمۃ مع درایہ	ثلاثین تلخیص[8] اربعین غزالی	بقیہ منار	تلخیص[8] بدایۃ الہدایہ	خارج وقت میں تھوڑا تھوڑا مقدمۃ المشکوٰۃ للشیخ الدہلوی پڑھا دیں کہ حدیث میں نافع ہو یا بقیہ منار کے ختم پر بجائے اس کے پڑھا دیں۔
۱۳	شرح عقائد نسفی مع تذئیل	تیسیر[9] الوصول حدیث مع تقدیم آثار السنن[ع] یا جامع الآثار	ہدایہ اولین	مشکوٰۃ[9]	کم از کم ہفتہ میں ایک بار وعظ کہلایا جاوے چھوٹے چھوٹے ضروری اور مفید رسالے تصنیف کرائے جاویں اور سہل سہل استفتی جواب لکھنے کے لئے دئے جاویں اور تقدیم واقع خانہ حدیث مراد یہ ہے کہ جو باب پڑھانا ہو وہ اول پڑھا دیا جاوے اسی طرح ہر باب کے ساتھ عمل کیا جاوے۔
۱۴	جلالین شریف	بقیہ تیسیر الوصول	بقیہ ہدایہ کامل	.	ایضاً
۱۵	کلام الملوک زیر تجویز	عشرۃ طرطوس[10] تلخیص مأۃ دروس	تنشیط الطبع	حذف[11]	کلام الملوک میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکتوبات اور نظم ملفوظات مجتمع ہیں اسمیں ادب و بلاغت کے ساتھ ضروری تاریخ اسلامی پر بھی اطلاع ہوتی ہے۔

[7] یہ کتاب المکررہ کے حاشیہ پر ہے ع آثار السنن، مصنفہ مولانا ظہیر احسن کی بعض حصص شائع ہوئے ہیں اور جامع الآثار مجوز نصاب ہٰذا کے زیر تالیف ہے جسمیں حنفیہ کے دلائل کی احادیث ہیں۔۱۲۔

مترجم کتاب کے بعض دیگر تراجم وتالیفات

المقیاس المعتدل: یہ میزان منشعب کا سلیس اُردو ترجمہ ہے بلکہ میزان منشعب کا دوسرا نام جسے اکابر علماء کی تصدیقات حاصل ہیں، ترجمہ ہونے کے باوجود تطویل سے بالکل پاک ہے بہت سے مدارس میں اصل کتاب میزان منشعب کے طور پر داخل درس ہے۔ صفحات ۴۸

درفرید:۔ درس نظامی کی مشہور ومعروف کتاب نحومیر سلیس اردو کے قالب میں پیش کی گئی ہے جسے اکابر علماء کی آراء وستائش سے چار چاند لگ رہا ہے۔ کتاب کے مضامین کو موجودہ انداز تحریر میں مرتب کیا گیا ہے بہت سے اہل مدارس نے کتاب نحومیر کی جگہ اسی کو درس میں جاری فرمایا ہے کہ درحقیقت یہ نحومیر ہی تو ہے۔ صفحات ۴۸

نظام حیات:۔ مسند الہند شاہ ولی اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کے برادر وتلمیذ شاہ اہل اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دریا بہ کوزہ کی مصداق چہار باب کی اُردو ترجمانی ہے وہ چار ابواب یہ ہیں (۱) عقائد (۲) مسائل فقہیہ (۳) فضائل ضروریہ اور تزکیہ ظاہر وباطن (۴) نصائح اور مصالح ضروریہ صفحات ۹۶

زیارت حرمین شریفین اور حجاب شرعی: حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہ العالی (جانشین حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ) نے فرمایا کہ حج میں ایک کتاب لکھو جس میں یہ ہو کہ حج میں پردہ ہے یہ ذریعہ خیر ہے اس رسالہ کے وجود میں آنے کا۔ اس میں چند انواع کے مضامین

مذکورہ ہیں (۱) اسلام کا بنیادی رکن حج (۲) پردۂ شرعی اور حج بیت اللہ شریف میں اس کا اہتمام (۳) طریقۂ حج وزیارت (۴) حاضری طیبہ (۵) ۳۲ صفحہ کے اس رسالہ کا مطالعہ حج کرنیوالوں کیلئے خصوصاً خواتین حج کرنے والیوں کے لئے بہت مفید اور کارآمد ہے۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی فریضہ:۔ زکوٰۃ کی اہمیت اور اس کا شرعی مقام ومرتبہ دنیوی اُخروی نفع اور عدم ادائیگی پر دنیوی اُخروی وبال اور مسائل زکوٰۃ وفطرہ کو بڑے مؤثر انداز میں تحریر کیا گیا ہے ۲۰×۳۰×۱۶ کے ۴۸ صفحات میں کافی کارآمد ضروری امور آگئے ہیں۔

امتحان خلیل اور قربانی:۔ درحقیقت یہ حضرت اقدس مولانا محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قربانی کے موضوع پر جامع مسجد نذیر بیت العلوم سرائمیر میں بیان فرمودہ بعض مواعظ کا مجموعہ ہے جس کو مولانا عبدالرشید صاحب ضبط کیا تھا بعد میں اسے کتابی شکل سے مزین کیا۔ صفحات ۶۴

حقیقت عاشوراء محرم: حضرت مولانا محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جامع مسجد نذیر میں عاشوراء کے موضوع پر بیان کا مجموعہ ہے جس میں مولانا نے قابل قدر اضافہ کرا کے طبع کروایا ہے۔

وعظ شب برأت:۔ حضرت مولانا محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاص موضوع پر بیان فرمودہ وعظ ہے۔ شب برأت کے موقع کی مروجہ رسومات کی اصلاح کی سعی کی گئی ہے۔ صفحات ۳۴